مصباح القواعد

PART II.

MISBAH-UL-QAWAID

FOR
HIGH SCHOOL, MATRIC AND MUNSHI
EXAMINATIONS

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صد برگ زباں تراز داسے حمدت | یا برگ ہزار در نواے حمدت
یک شاخِ قلم گلِ طرب در ندہد | گل کرد شگفتن از ہواے حمدت

فارسی زبان اگرچہ ہندوستان کی زبان نہیں مگر صدیوں تک ایرانی نسلوں کی حکومت نے جہاں ملکی، تمدنی، قومی، معاشرتی اور مذہبی یادگاریں فضائے ہند میں پھیلائیں انہی یادگاروں میں ایک بولتی ہوئی یادگار فارسی زبان بھی ہے۔ اب سے پون صدی قبل تک کوئی لکھا پڑھا خاندان ایسا نہ تھا جس کی علمی اور درسی زبان فارسی نہ ہو۔ اب موجودہ حکومت میں قدیم مشرقی درسیات بیکار ہیں مگر اس مجبوری و ضرورت سے کہ اردو اور خصوصاً علمی اردو بغیر فارسی دانی کے نہیں آسکتی، اسکولوں، کالجوں اور یونی ورسٹیوں میں کم و بیش فارسی نصاب بھی مضامینِ خود اختیاری میں شامل ہے چونکہ فارسی لٹریچر میں اصول قواعد کی کتابیں اور دوسرے علوم و فنون کی تصنیفیں مکمل حیثیت سے بکثرت موجود ہیں۔ مشرقی مذاق کے لئے لازمی ہے کہ پڑھے لکھوں کی صفوں میں داخل ہونے کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اس لذیذ اور دلکش زبان کو اپنے علمی سرمایہ کی افزائش کا واحد ذریعہ سمجھا جائے۔

ہر زبان میں صحیح قابلیت حاصل کرنے کے لئے اس کی صرف و نحو کا جاننا ضروری ہے مگر صرف صیغوں کی گردانوں کا یاد کر لینا اور نحوی ترکیبیں یعنی فعل، فاعل، مفعول وغیرہ پر عبور حاصل ہونا واقفیت زبان کا

علمی ثبوت نہیں ہو سکتا۔ البتہ صرف و نحو کے بعد معانی و بیان اور
تمام شعبوں کو بقدر ضرورت حاصل کرنا اس زبان کا ماہر بنا سکتا۔
نہ صرف ماہر بنا سکتا ہے بلکہ ادبی اسالیب اور الفاظ و تراکیب
انتخاب و استعمال پر اچھی طرح قدرت پیدا ہو سکتی ہے۔
یہ ہیچمیرز پانچ چھ سال سے انٹرمیڈیٹ کلاسوں کو پڑھا رہا ہے
مشغلے کی وجہ سے کافی تجربہ رکھتا ہے کہ فارسی خوان طالب علم متوسط
میں آنے سے پہلے چوں کہ اپنی مادری زبان (اردو) میں صرف و نحو پڑھنے
عادی ہوتے ہیں اس لئے اردو کے سوا فارسی زبان میں پڑھنا
اُن کے لئے ایک دشوار گذار منزل سے کم نہیں ہوتا۔ خصوصاً
مضامین جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے بھی نئے اور اجنبی ہوں۔
میں ابھی لکھ آیا ہوں "فارسی دانی کا انحصار صرف قواعد صرف و
پر نہیں" یعنی اس زبان کی ادبی تکمیل نہیں ہو سکتی جب تک کہ
مفید اور ضروری شعبوں میں بھی قابلیت نہ بڑھائی جائے مثلاً صن
بدائع اور معانی و بیان۔
چوں کہ نصاب فارسی میں اکثر کتابیں ایسی شامل ہوتی ہیں
جن کے لئے معانی و بیان کا جاننا لازمی و ضروری ہے اس لئے
اور ایسی تمام باتوں پر نظر کرتے ہوئے معانی و بیان اور بدیع کا
ایسا تیار کیا گیا ہے جس کے پڑھنے سے نہ تو فارسی کے طالب
گھبرائیں گے اور نہ اس کو مشکل اور بعید الفہم سمجھ کر چھوڑ دیں گے۔
جناب مولوی مہدی حسین صاحب ناصری ایم۔ اے نے مخزن الفوا
نامی ایک کتاب اس خصوص میں تالیف کی ہے اور اس میں کم و بیش

ل موجود ہیں۔ مگر وہی فارسی زبان کی دقّت جو طالب علموں کے دل کو
کرنے کا سبب ہوتی ہے اس میں بھی موجود ہے۔ اگر اس کتاب کے یہ مضامین
ں بیان کئے جاتے تو زیادہ بکار آمد اور قریب الفہم ہوتے۔ علاوہ اس کے
فوائد کی تالیف جس وقت کی گئی تھی اُس وقت انٹرمیڈیٹ کا الحاق
ورسٹی سے قائم تھا اب بہت سے طلبا جو انٹرمیڈیٹ کے بعد تعلیم چھوڑ دیتے
یا کوئی دوسرا مضمون تبدیل کر لیتے ہیں اُن کے واسطے اس کتاب کا وہ حصّہ
ں۔ اسے کے لئے ہے بالکل بیکار ہو جاتا ہے۔

کا میں نے اپنی اس کتاب کی تالیف کے وقت دوسری مروّجہ اور متعلقہ کتابوں
ہی گہری نظر ڈالی ہے جن میں ایک مختصر قواعد کی کتاب میرے والد ماجد مرحوم
نے مفتاح القواعد لکھی ہے اور دوسری مطوّل کتاب مولوی محمد حسین آزاد
جامع القواعد ہے۔ ان دونوں چھوٹی بڑی کتابوں سے بہتر اور کوئی تالیف میری
در سے نہیں گذری جو طلبائے مدارس کے لئے مفید ہو۔ مگر ان دونوں مفید کتابوں میں
صرف و نحو کے سوا دوسرے ادبی شعبے موجود نہیں حالاں کہ ضرورت زمانہ اور نصاب
کی تدریس و تعلیم مجبور کرتی ہے کہ صرف و نحو کے ساتھ معانی و بیان کا بھی
ضرورت اضافہ کیا جائے۔ اس ناچیز نے اپنی اس کتاب میں جن نمایاں اور
اضافوں اور ترمیموں کو بخصوصیت ملحوظ رکھا ہے اُن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ صرف و نحو کے ابواب کو مفتاح القواعد سے لے کر اُن میں بہت ضروری اور
ید باتوں کی افزائش کر دی گئی ہے۔

۲۔ علمِ ہجا جو ایک ضروری فن ہے اُس کا پورا باب میں نے خود بڑھایا ہے اور
میں بھی ضروری اصطلاحات کا مکمل بیان درج کیا ہے۔

۳۔ مفتاح القواعد میں اگرچہ محاورات کا نہایت مکمل اور بہتر حصّہ موجود تھا مگر اس

کا حصّہ بالکل نہ تھا اس لئے مفتاح القواعد کے محاورات کے ساتھ امثال کے حصّے کو بڑھا کر ایک جداگانہ باب قائم کیا ہے۔

۴۔ نحو کے آخر میں ترکیب کا حصّہ اور نثر سے نظم بنانے کا قاعدہ اور اشعار سے اس کی مثالیں دے کر اس حصّے کو بہت زیادہ مفید بنا دیا ہے۔

۵۔ نثر و نظم کے اقسام اور علم بدیع و بیان کو مستقل حیثیت سے راقم الحروف نے لکھا ہے اور اس کا پورا لحاظ رکھا ہے کہ یہ حصّے نہایت سہل اور جلد ذہن نشین ہونے کے قابل ہو جائیں ۶۔ مزید سہولت کے لئے فٹ نوٹ میں اُن اشعار کے مطالب بھی لکھ دیئے ہیں جو ان ابواب میں مثال کے طور پر دئے گئے ہیں اور جن میں ذرا بھی اشکال نظر آیا ہے۔

۷۔ اس کتاب کے بابت جس کا نام مصباح القواعد رکھا گیا ہے اگر خود ستائی پر محمول نہ ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ صرف و نحو اور دوسرے مفید ادبی سرمایہ کا خزانہ جس قدر اس تالیف میں یکجا کر دیا گیا ہے اُتنے جواہر ریزے کسی مروّجہ قواعد میں نہ ملیں گے۔ یک کرشمہ دو کار کی طرح یہ کتاب درجۂ منشی کے امتحان کے لئے بھی بہت مفید ثابت ہوگی۔

فوائد تالیف سے قطع نظر کر کے طالب علموں کی عمومی حالت اور طلب علم کی خصوصی گرانی کا لحاظ رکھ کر دیکھا جائے تو زبدۃ القواعد جو ہائی اسکول کے لئے منظور ہوئی ہے ۱۲؍ میں ملتی ہے اور مخزن الفوائد جو انٹرمیڈیٹ کے لئے منظور ہوئی ہے اس کی قیمت بھی ۱۲؍ ہے یعنی ان دونوں کی مجموعی قیمت (۸؍) ہے جس کا طلبا پر ایک حد تک بار پڑتا ہے۔ ان کے مقابل میں یہ کتاب مصباح القواعد جو ہائی اسکول و انٹرمیڈیٹ دونوں کے لئے یکساں کارآمد ہے صرف ۱۲؍ میں دستیاب ہو سکتی ہے۔ یہ ارزانی بے علت نہیں ہے بلکہ دراصل ملک اور قوم کو فائدہ پہنچانا مد نظر ہے۔ لہٰذا اس حقیقت کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا بیجا نہیں ہے ؎

سرمۂ مفت نظر ہوں مری قیمت یہ ہے　کہ رہے چشم خریدار پہ احساں میرا

اب میں اس زیادہ نویسی کو ناظرین کی انصاف بینی کے حوالے کرتا ہوں وہ خود دیکھیں اور تجویز کریں کہ یہ دعوے مبالغہ و بلند پروازی کے ہم دوش ہیں یا واقعہ حقیقت طرازی سے ہم آغوش (ناچیز مؤلف)

مصباح القواعد

حصہ دوم

برائے امتحان انٹرمیڈیٹ

الٰہ آباد

قیمت فی جلد ۱۲ / ۱ مر

باب چہارم امثال و محاورات عجم

ضرب الامثال

آب آمد تیمم برخاست } آتش چو در نیستان افتد تر و خشک نداند

آب جائیکه بسیاری آید گنده گردد } آتش فشاندن و اخگر گذاشتن

آب چو از سر گذشت چه یک نیزه چه یک مشت } و افعی کشتن و بچه اش نگاه داشتن

آب ندیده موزه کشیدن } کار خردمندان نیست

آب و آتش را چه آشنائی } آدم خوب حکم عنقا دارد

دمیان گم شد بلکه هوا خ[illegible]
دلی را که مسیح لازم [illegible]
آزردن دل دوستان [illegible] است۔
آزرده دل آزرده کند [illegible] را۔
آزموده را نباید آزمود۔
آفرین باد برین همت مردانه تو
آمدن بارادت رفتن باجازت۔
آنانکه غنی ترند محتاج ترند۔
آن بلا نبود که از بالا رسد۔
آنرا که حساب پاک است از محاسبه چه باک
آن قدح بشکست و آن ساقی نماند۔
آنکه شیران را کند روبه مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج
آواز سگان کم نکند رزق گدا را۔
آواز گدا رونق بازار کریم است۔
ابر را بانگ سگ ضرر نه کند۔
ابر می خواهند مثال خانه گو ویران شود
ارزان بعلت گران بحکمت۔
از پای لنگ چه سیر واز دست گرسنه چه خیر
از پسر نا خلف دختر بهتر۔
از تو حرکت از خدا برکت۔

از [illegible] نیست۔
از خران خطا و از بندگان عطا۔
از خرس موئی بس است۔
از دوست یک اشارت و از ما بسر دویدن
از ضعف بهر جا که نشستیم وطن شد۔
از کوزه همان برون تراود که در وست
از گوشه بامی که پریدیم پریدیم۔
از ماست که بر ماست۔
از مکافات عمل غافل مشو۔
از یک دست صدا بر نیاید۔
اسپ و شمشیر وفادار که دید۔
اصل بد از خطا خطا نکند۔
اگر بشکار شغال روی سامان شیر کن
الله بس باقی هوس۔
آنچه بر خود نه پسندی بر دیگران مپسند
آنچه در دل است بر زبان می آید۔
آنچه نصیب است بهم می رسد۔
اول بآخر نسبتے دارد۔
اول خویش بعده درویش۔
اول طعام بعده کلام۔
ایاز قدر خود بشناس۔

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ۔
اے زفرصت بے خبر در ہرچہ باشی زود باش
ایں خانہ تمام آفتاب است ۔
ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند ۔
ایں ہم اندر عاشقی غمہاے بالاے دگر ۔
اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی
با ادب باش تا بزرگ شوی ۔
با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب
با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا ۔
با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ ۔
باندازۂ گلیم پا دراز کن ۔
با ہمیں مرداں بباید ساختن ۔
بہ بیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا ۔
بہ تمناے گوشت مردن بہ ۔
کہ تقاضاے زشت قصاباں ۔
بخت کہ برگردد اسپ تازی خر گردد ۔
بد گہر با کسے وفا نکند ۔
بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الی من اسا
برات عاشقاں بر شاخ آہو
براے نہادن چہ سنگ و چہ زر ۔

بر رسولاں بلاغ باشد و بس ۔
بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ۔
بر عکس نہند نام زنگی کافور ۔
برگ سبز است تحفۂ درویش ۔
بزرگش نخوانند اہل خرد ۔
کہ نام بزرگاں بہ زشتی برد ۔
بزرگی بایدت بخشندگی کن ۔
بزرگی بعقل است نہ بسال ۔
بلبلا مژدۂ بہار بیار ۔
خبر بد بہ بوم شوم گذار
بزرگش گیر تا بہ تب راضی آید ۔
بندگی بیچارگی ۔
بہ نیم بیضہ کہ سلطاں ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ
بوزنہ بہ نقل آدم انساں نمی شود ۔
بہر زمیں کہ رسیدیم آسماں پیدا ست ۔
بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ۔
اگر خارے بود گلدستہ گردد
بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ۔
بے زری کرد بما آنچہ بقارون زر کرد ۔
پاے بہ زنجیر پیش دوستاں ۔

به که با بیگانگان در بوستان
پاجی بطواف کعبه حاجی نشود۔
پرتو نیکان نگیرد هر که بنیادش بد است۔
پراگنده روزی پراگنده دل۔
پرستار زاده نیاید بکار۔
پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
که یکدم با خدا بودن به از ملک سلیمانی
پسر نوح با بدان بنشست
خاندان نبوتش گم شد
پشه چو پر شد بزند پیل را۔
پیران نمی پرند و مریدان می پرانند۔
پیر من خس است اعتقاد من بس است
پیرے که دم ز عشق زند بس غنیمت است
پیری و صد عیب چنین گفته اند۔

تا بدکان خانه در گردی
هرگز اے خام آدمی نشوی
تا تریاق از عراق آورده شود مارگزیده
مرده شود۔
تا تو بمن می رسی من بخدا می رسم۔
تا سال دگرے که خورد و زنده که ماند۔
تا صدف قانع نشد پر در نشد۔

تا مرد سخن نگفته باشد
عیب و هنرش نهفته باشد
تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزها۔
تا یار کرا خواهد و میلش بکه باشد۔
تربیت نا اهل را چون گردگان بر گنبد است
تعظیم کاریگران معاف۔
تکبر عزازیل را خوار کرد۔
تکیه بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف
تنها پیش قاضی روی راضی آئی۔
تواضع ز گردن فرازان نکو است۔
توانگری بدل است نه بمال۔
تو پاک باش برادر مدار از کس باک۔

جاے استاد خالی است۔
جگر جگر است دگر دگر۔
جواب جاهلان باشد خموشی۔
جهاندیده بسیار گوید دروغ۔

چاه کن را چاه در پیش۔
چشم ما روشن دل ما شاد۔
چراغ مرده کجا شمع آفتاب کجا۔
چراغ مفلسان نورے ندارد۔
چراغ مقبلان هرگز نمیرد۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔
چناں نماند و چنیں نیز ہم نخواہد ماند۔
چندیں ہزار شکل برائے اکل۔
چو احمق در جہاں باقیست کس مفلس نمی ماند
چو از قومے یکے بے دانشی کرد
نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ
نشود خشک جز بآتش راست
چو پیروز شد دزد تیرہ رواں۔
چہ غم دارد از گریۂ کارواں
چو تیر از کماں رفت ناید بہ شست
چو فردا رسد کار فردا کنم۔
چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی۔
چو مہ جہال نشیند و سیل باراں است۔
چو میدان فراخ است گوے بزن۔
چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد۔
چو نرمی کنی خصم گردد دلیر۔
چوں قضا آید طبیب ابلہ شود۔
چوں کار از وقت رفت پشیمانی چہ سود۔
چوں گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است
چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتی باں

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ
چہ نسبت خاک را با عالم پاک
چیزے بدہ درویش را چیزے بگو
حاجت مشاطہ نیست روے دلا
حاکم تمام گوش باید۔
حب الوطن از ملک سلیماں خوشتر
حساب دوستاں در دل۔
حق بحقدار رسید۔
حکم حاکم مرگ مفاجات۔
حلوا خوردن را روئے باید۔
حیلہ رزق بہانہ موت۔
خاک از تودۂ کلاں بردار۔
خانۂ خالی را دیو می گیرد۔
خانۂ شیشہ را سنگے بس است۔
خانۂ دوستاں بروب و در دشمناں مکوب
خدا را ندیدہ اند بعقل شناختہ اند۔
خدا دارم چہ غم دارم۔
خدا کہ می دہد نمی پرسد تو کیستی۔
خر ار جل اطلس بپوشد خر است۔
خراں را کسے در عروسی نخواند۔
مگر آں زماں کآب و ہیزم نماند۔

…ے اگرش بکجا برند
…سپاید هنوز خر باشد
…دلم جهان پاک
…را خفته سگ کشد بیدار
…راست سلطان راست سپیدی
…زن خویش باید دست شستن
…خدا ملک خدا
…آنست که باشد غم خوشگوارش
…شد که اسباب خود ببینی شکسته
…غلط انشا غلط املا غلط
…را نصیحت دیگران را نصیحت
…کرده را چه درمان
…ش آمد هر که را گفته خوش آمد
…ش حال کسانیکه بهر حال خوش اند
…ے بد در طبیعتی که نشست
…رود جز بوقت مرگ از دست
…وے بد را بهانه بسیار
…ویشی بخوشی سودا به رضا
…شته آید بکار گرچه بود سر مار
…در خانه اگر کس است یک حرف بس است
…درختیکه اکنون گرفت است پای

سه چیز دوستی شکند به آئینه و چاشت
درد را پیش دردمند بگو
درد عاشق نه شود به ز ملامت گفتن
دزدی و دغلی بجز در پی است
در عفو لذتیست که در انتقام نیست
در کار خیر حاجت هیچ استخاره نیست
در مالها به گشته رسد که دزد دست دارد
در بیابانی نتوان یا که حاجت بجز هیچ کس نیست
دروغگو را تا در خانه باید رسانید
دروغ مصلحت آمیز به از راستی فتنه انگیز
دروغگو را حافظه نباشد
درویش صفت باش و کلاه تتری دار
درویش هر کجا که شب آمد سرای اوست
در یتیم را همه کس مشتری بود
دزد از خانه مفلس خجل آید بیرون
دزد باش و مرد باش
دزد دانا می کشد اول چراغ خانه را
دست بکار و دل بیار
دست بی هنر کفچه گدائی است
دست خود دهان خود
دست را دست می شناسد

دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است
دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست
دشمن دانا بہ از دوست ناداں۔
دعاے گوشہ نشیناں بلا بگرداند۔
دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد۔
دل بدست آور کہ حج اکبر است۔
دل را بدل راہ است۔
دنیا خوابیست زندگانی دروے۔
خوابیست کہ در خواب ببینی آں را
دواے غضب خاموشی است۔
دو دل یک شود بشکند کوہ را۔
دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و در ماندگی۔
دوستاں در زنداں بکار آیند کہ بر سفرہ
دشمناں ہم دوست نمایند۔
دہ درویش در گلیمے بخسپند۔
دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ۔
دیدم ہمہ را و آزمودم ہمہ را۔
دیر آید درست آید۔
دیو بگریزد ازاں قوم کہ قرآں خوانند۔
دیو ہماں بہ کہ بود اندر بند۔

دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند۔
دیوانہ بکار خویش ہشیار۔
دیوانہ را ہوئے بس است۔
ذرہ را با خورشید چہ نسبت۔
ذوق گل چیدن اگر داری بہ گلزارے برو
راز دل جز بیار نتواں گفت۔
راز خود با یار خود چنداں کہ بتوانی مگو۔
راستی را زوال کے باشد۔
راستی موجب رضاے خدا است۔
رزق را روزی رساں پر میدہد۔
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔
رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہرجا کہ خاطر خواہ اوست
رضاے مولے از ہمہ اولے۔
رموز عاشقاں عاشق بداند۔
رموز مملکت خویش خسرواں دانند۔
رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار۔
رندی و ہوسناکی در عہد شباب اولے
روزی بقدر ہمت ہرکس مقرر است۔
رہ راست برو اگرچہ دور است۔
زبان خلق نقارۂ خدا۔

ز دریا می کشد صیاد دام آهسته آهسته۔
زدیم بر صف رندان و هرچه بادا باد۔
زر بر سر فولاد نهی نرم شود۔
زر دادن و دردسر خریدن۔
زمانه با تو نسازد تو با زمانه بساز۔
زمین شور سنبل بر نیارد۔
زن بد در سرای مرد نکو۔
هم درین عالم است دوزخ او۔
زینهار از قرین بد زنهار۔
سالے که نکو است از بهارش پیدا۔
سبزه بر سنگ نه روید چه کنم باراں را۔
سخی را در هردو عالم سر بلند۔
سر بریده بانگ نمی کند۔
سرود بستان یاد دهانیدن۔
سگ اصحاب کهف روزے چند۔
پئے نیکاں گرفت مردم شد۔
سگ باش برادر خرد مباش۔
سگ حضور به از برادر دور۔
سگ حق شناس به از مردم ناسپاس۔
سگ را بمسجد چه کار۔
سگ زرد برادر شغال۔

سنگے را اگر کلوخے بر سر آید۔
ز شادی بر جهد کاں استخواں است۔
سلام روستائی بے غرض نیست۔
سنگ آمد و سخت آمد۔
سوال دیگر جواب دیگر۔
سوال از آسماں جواب از ریسماں۔
شاخ گل هرجا که روید هم گل است۔
شاخے که بلند شد تبر خورد۔
شاد باید زیستن نا شاد باید زیستن۔
شاگرد رفته رفته باستاد می رسد۔
شاهاں چه عجب گر بنوازند گدا را۔
شاهاں کم التفات بحال گدا کنند۔
شاید که همیں بیضه بر آید پر و بال۔
شتر صالح به از مردم طالح۔
شراب مفت قاضی هم می خورد۔
شرط است همه وقتے نبود لائق کشتی۔
شعرفهمی عالم بالا معلوم شد۔
شلغم پخته به ز نقرهٔ خام۔
شمشیر مرداں خالی نباشد۔
شمع را هر چند سر برند روشن تر شود۔
شنیده کے بود مانند دیده۔

شوق در هر دل که باشد رهبرے در کار نیست
شیشهٔ بشکسته را پیوند کردن مشکل است
صاحب غرض مجنون می باشد۔
صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد۔
صدر هر جا که نشیند صدر است۔
صلاح کار کجا و من خراب کجا۔
صورت ببیں حالش مپرس۔
صیاد نه هر بار شکارے ببرد۔
طاقت مهمان نداشت خانه بمهمان گذاشت
طامع همیشه ذلیل است۔
طمع را سه حرف است و هر سه تهی۔
ظرف شکسته صدا می دهد۔
عاقبت گرگ زاده گرگ شود۔
عاقلاں خود می دانند۔
عاقلاں در پے لفظ نشوند۔
عاقل باید که از دیگراں پند گیرد۔
عاقل دوباره فریب نمی خورد۔
عاقل را اشاره بس است۔
عدو شود سبب خیر گر خدا خواهد۔
عذر گناه بدتر از گناه۔
عشق است و هزار بدگمانی۔

عشق و مشک پنهاں نمی شود۔
عصمت بی بی از بے چادری۔
عطاے تو به لقاے تو بخشیدم۔
علاج واقعه پیش از وقوع باید کرد۔
علم شے به از جهل شے۔
عمرت دراز باد که ایں هم غنیمت است
عیاں را چه بیاں۔
عیسے بدیں خود موسے بدین خود۔
غم فردا امروز نباید خورد۔
غم نداری بز بخر۔
فال نیکو بزن بهر کارے۔
فرهی چیزے دیگر آماس چیزے دیگر است
فریاد سگاں کم نکند رزق گدا را۔
فکر هر کس بقدر همت اوست۔
قدر عافیت کسے داند که بمصیبت گرفتار آید
قدر نعمت است بعد زوال۔
قدم نا مبارک و مسعود۔
گر بدریا رود بر آرد دود
قرض مقراض محبت است۔
قصهٔ نبشته نباید سترد۔
قطب از جا نه جنبد۔

قفل بهر پائی توان زد۔
قناعت توانگر کند مرد را۔
قولِ مردان جان دارد۔
قهرِ درویش برجانِ درویش۔

ک

کار امروز بفردا مگذار۔
کارها نیکو شود لیکن بصبر۔
کاریکه نه کارِ تست زنهار مکن۔
کافر همه را بکیشِ خود پندارد۔
کالای بد بریشِ خاوند۔
کرنی خویش آمدنی پیش۔
کرم نما و فرود آ که خانه خانهٔ تست۔
کس نشنود یا نشنود من گفتگوئی میکنم۔
کس ندیدم که گم شد از رهِ راست۔
کس نگوید که دوغِ من ترش است۔
کس نیاموخت علمِ تیر از من۔
که مرا عاقبت نشانه نکرد
کس نیاید بزیرِ سایهٔ بوم
ور هما از جهان شود معدوم
کسیکه جامه ندارد دامن از کجا آرد۔
کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔
کم خرج بالانشین۔
کند همجنس با همجنس پرواز۔
کبوتر با کبوتر باز با باز۔
کوتاه خردمند به از نادانِ بلند۔
کور چه خواهد دو چشم۔
کور را تماشای گلستان چه کار۔
کوشش بی فائده است وسمه بر ابروی کور
که کرد کر نیاموخت۔
کی آمدی کی پیر شدی۔

گ

گاه باشد که کودک نادان
بغلط بر هدف زند تیرے
گدا اگر تواضع کند خوی اوست۔
گدا اگر همه عالم بدو دهند گداست۔
گذشت آنچه گذشت۔
گذشته را صلوٰة۔
گر بدولت برسی مست نگردی مردی۔
گربه کشتن روزِ اول۔
گربهٔ مسکین اگر پر داشتے
تخمِ گنجشک از جهان برداشتے
گرچه کس بی اجل نخواهد مرد
تو مرو در دهانِ اژدرها
گردن بی طمع بلند بود۔

گر ضرورت بود روا باشد-
گر نه بیند بروز شپره چشم
چشمهٔ آفتاب را چه گناه-
گفته گفته من شدم بسیار گو-
گله از دوستان عیب نیست-
گندم از گندم بروید جو ز جو-
گوش زده اثرے دارد-
گویم مشکل وگر نه گویم مشکل-

ل

لایق افسر نباشد هر سرے-
لعنت بکار شیطان-
لنگی زیرو لنگی بالا-
نے غم دزد نے غم کالا
لیلی را بچشم مجنون باید دید-

م

ما بخیر و شما بسلامت-
من درچه خیالم و فلک درچه خیال-
مارا ازین گیاه ضعیف این گمان نبود
مارا چه ازین قصه که گاو آمد و خر رفت
مارگزیده از ریسمان می ترسد-
مار مرده نمی گزد-
ماز یاران چشم یاری داشتیم
خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم

مال حرام بود بجاے حرام رفت-
مال عرب پیش عرب-
مال مفت دل بے رحم-
مباش در پے آزار و هرچه خواهی کن-
مبر نام فردا که فردا که دید-
محتسب را درون خانه چه کار-
محتسب گر می خورد معذور دارد مست
مدعی سست است گواه چست-
مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان-
مرد بیچاره مردار بخورد-
مرد آخر بین مبارک بنده ایست
مرد بے زر همیشه رنجور است-
مرده آنست که نامش به نکوئی نبرند
مرده بدست زنده-
مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش
مرگ انبوه جشنے دارد-
مزدور خوش دل کند کار بیش-
مزن فال بد که آرد حال بد-
مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب
مشتے نمونهٔ از خروارے-
مشتے که بعد از جنگ یاد آید بر کلهٔ خود

مطلب سعدی دیگر است۔
مفت را چہ گفت۔
مقام عیش میسر نمی شود بے رنج۔
ملک خدا تنگ نیست پائے گدا لنگ نیست
من آنم کہ من دانم۔
من چہ می سرایم و طنبورہ من چہ می سراید
مہمان عزیز است اما تا سہ روز۔
میراث پدر خواہی علم پدر آموز۔
نا بردہ رنج گنج میسر نمی شود۔
ناز براں کن کہ خریدار تست۔
ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس۔
نام بلند بہ از بام بلند۔
نبرد قز نرم را تیغ تیز۔
نبود خیر در آں خانہ کہ عصمت نبود۔
نرود میخ آہنی در سنگ۔
نزدیکاں بے بصر دور و دوراں با خبر دور تر
نزدیکاں را بیش بود حیرانی۔
نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول۔
نقل کفر کفر نباشد۔
نکوگوے گر دیر گوئی چہ غم۔
نکوئی با بداں کردن چناں است

کہ بد کردن بجائے نیک مرداں۔
نماند ستمگار بد روزگار۔
بماند برو لعنت پائدار
نویسندہ داند کہ در نامہ چیست۔
نہاں کے ماند آں رازے کز و سازند محفلہا
نہ روئے ماندن نہ راہ رفتن۔
نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد۔
نیش عقرب نہ از پئے کین است۔
مقتضائے طبیعتش ایں است۔
نیکی بجاے گناہ لازم۔
نیکی کن و بدریا انداز۔
نیم حکیم خطرۂ جان نیم ملا خطرۂ ایماں۔
نیم خوردۂ سگاں ہم سگاں را نشاید۔
واکن گرہ بہ جو ہر پیسہ۔
وقت از دست رفتہ باز بدست نیاید۔
وقت ضرورت چو نماند گریز۔
دست بگیرد سر شمشیر تیز۔
ولی را ولی می شناسد۔
ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت
دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست
ہر بہارے را خزانے۔

هر پرده را نواست۔
هر جا که گل است خار است۔
هر جا که گنج است آنجا مار است۔
هر چه استاد ازل گفت همان می گویم۔
هر چه از دوست می رسد نیکو است۔
هر چه باداباد ما کشتی در آب انداختیم۔
هر چه بقامت کمتر بقیمت بهتر۔
هر چه دانا کند کند نادان۔
لیک بعد از خرابی بسیار
هر چه در بند آنی بنده آنی۔
هر چه در دیگ است به چمچه می آید۔
هر چه دیر نپاید دلبستگی را نشاید۔
هر چه در کان نمک رفت نمک شد۔
هر دردے را دواے هست۔
هر روز عید نیست که حلوا خورد کسے۔
هر سخن موقعے و هر نکته مقامے دارد۔
هر عیبے که سلطان بپسندد هنر است
هر فرعونے را موسیٰ۔
هر کارے و هر مردے۔
هر کجا چشمه بود شیرین۔
مردم و مرغ و مور گرد آیند۔

هر کرا زبان شیرین است سزاوار تحسین
و آفرین است۔
هر کرا صبر نیست حکمت نیست۔
هر کس بخیال خویش خبطے دارد۔
هر کس را فرزند خود بجمال نماید و عقل
خود بکمال۔
هر کسے را بهر کارے ساختند۔
هر کسے مصلحت خویش نکو می داند۔
هر کمالے را زوالے۔
هر که آمد عمارتے نو ساخت۔
هر که از خدا نترسد از وے باید ترسید
هر که از دیده دور از دل دور۔
هر که با بدان نشیند نیکی نه بیند۔
هر که با نوح نشیند چه غم از طوفانش
هر که بر خصم دست شفقت فرود آرد سزایش
هر که بے یار بود پیوسته بیمار بود۔
هر که خیانت ورزد دستش در حساب بلرزد
هر که عیب دگران پیش تو آورد و شمرد۔
بیگمان عیب تو پیش دگران خواهد برد۔
هر که مال ندارد یار ندارد۔
همت مردان مدد خدا۔

ہمرہ اگر شتاب کند ہمرہ تو نیست ۔
ہمسایۂ بد خار در پہلو ۔
ہمسایہ بد مباد کس را ۔
ہم مال بدست آید و ہم یار نہ رنجد ۔
یا بایں شوری شوری یا بایں بے نمکی ۔
یار باقی صحبت باقی ۔
یار شاطر نہ بار خاطر ۔
یار غارے باید کہ زخم مارے کشد ۔
یک انار و صد بیمار ۔
یک توبہ صد گناہ را کافی ۔
یک در گیر و محکم گیر ۔
یک سر ہزار سودا ۔
یک لقمۂ صباحی بہ از مرغ و ماہی ۔
یک من علم را دہ من عقل باید ۔
یک نہ شد دو شد ۔
یکے را بگیر دیگرے را دعوی کن ۔
یکے کردہ بے آبروئی بسے ۔
چہ غم دارد از آبروے کسے ۔
یکے نقصان مایہ دیگر شماتت ہمسایہ ۔
یکے ہیں رود و دیگرے ہیں آید ۔

محاورات عجم

فارسی مصادر سے حروف اور اسما کی ترکیب سے بکثرت محاورے بنے ہیں جن سے طرح طرح کے معانی پیدا ہوتے ہیں۔ مختصراً چند مشہور اور کثیر الاستعمال محاورے یہاں لکھے جاتے ہیں۔ تاکہ طلبا کو اس میں بھی بصیرت حاصل ہوجائے محض لاعلمی نہ رہے۔

حروف میں در۔ بر۔ فراز۔ فرا۔ باز وغیرہ اور اسما میں دست سر۔ چشم۔ وغیرہ سے زیادہ محاورات بنے ہیں۔

ارزیدن ۔ لائق ہونا۔ بکنا۔ سعدی۔

نیرزد بخیل آنکہ نامش بری
دگر روز گارش کند چاکری

توجہ لاف می زنی بہیچ نمی ارزی۔ زید بجوے نمی ارزد۔

استادن۔ (ایستادن)۔ کھڑا ہونا۔ باز ایستادن۔ کسی کام سے لوٹ آنا۔ کسی کام سے پرہیز کرنا۔

آشفتن۔ پریشان ہونا۔ پریشان کرنا۔ برآشفتن۔ غصہ ہونا سعدیؒ

شہنشہ برآشفت و گفت اے چول زحد رفتہ جورت ہمیں سے دبال

افتادن۔ (اوفتادن)۔ گر پڑنا۔ عاجز ہونا۔ بہ افتادن۔ دور ہونا ناپید ہونا۔ در افتادن۔ کسی کے ساتھ کسی معاملہ میں بحث کرنا آپس میں لڑنا۔ خواجہ حافظ ع۔ با دُرد کشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد بدست افتادن۔ حاصل ہونا۔ در بپائے کسے افتادن۔ عاجزی و الحاح کرنا۔ در پوستین کسے افتادن۔ غیبت کرنا۔ سعدیؒ

دگر پارسایانِ خلوت نشیں بغیبش فتادند در پوستیں

افسردن۔ پھول کا کمہلانا۔ سرد و یخ ہونا۔ آگ اور چراغ کا بجھنا۔ جیسے آتش افسردہ۔ تنور افسردہ۔ چراغ افسردہ۔ ع۔ دل تیرہ ہمچوں فسردہ چراغ۔ افسردن تپ۔ تپ کا کم ہونا۔ افسردن بازار۔ بازار کا کاسد و بے رونق ہونا۔ ع۔ زدم شاں فسردہ است بازار شعر۔ افسردن دل۔ دل کا سرد ہونا۔ افسردہ دل بمعنی پژمردہ دل۔ سخت دل۔ بے محبت ۵

درمجلس خود راہ مدہ ہمچو منے را افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

افشاندن۔ جھاڑنا۔ جیسے گرد افشاندن۔ زر افشاندن۔ نثار کرنا خیرات کرنا ۵

بفرمود گنجینۂ گوہرش فشاندند دریائے و زر بر سرش

دست افشاندن۔ آستیں افشاندن۔ رقص کرنا۔ رد کرنا

لُوٹ کا حکم دینا۔ بخشنا۔
افشردن۔ کسی پھول یا پھل یا پتے کا نچوڑنا۔ زمین میں قدم کا
مضبوط کرنا۔ دانت وغیرہ کا چبانا۔ نظامی ؎

بسر بردن خصم چوں پے فشرد   بسر برد تیغے کہ بر سر نہ برد

آمدن۔ آنا۔ بر آمدن۔ باہر نکلنا۔ اٹھنا۔ غالب ہونا۔ بلندی پر
چڑھنا۔ معنی اول۔ دوم کا متعلق و صلہ از کے ساتھ آتا ہے۔ اور
معنی سوم کا با کے ساتھ اور معنی چہارم کا با سے استعمال اور لفظ
بر کے ساتھ جیسے زید از خانہ بر آمد۔ آفتاب از افق بر آمد۔ سعدی
شعر۔ [illegible] بر نیاید زدودش ؎

کسے از چوں تو دشمن ندارد غمے   کہ با کودکاں بر نیاید ہمے

جامی ؎ بام بر آ جلوہ دہ ماہ تمام خویش را   مطلع آفتاب کن گوشہ بام خویش را

بر آمدن زماں۔ زمانہ کا گزر جانا۔ سعدی ؎

بسے بیرود ماہ اردی بہشت   بر آید کہ ما خاک باشیم و خشت

بر آمدن امید۔ آرزو کا پورا ہونا۔ سعدی ؎

امید بستہ بر آمد ولے چہ فائدہ زانکہ   امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید

بہم بر آمدن۔ غصہ ہونا۔ رنجیدہ ہونا۔ فقرہ۔ رفیق چوں ایں
سخن بشنید بہم بر آمد۔
در آمدن۔ داخل ہونا۔ فقرہ۔ ناگاہ سوارے از در در آمد۔
از پا در آمدن۔ عاجز ہونا۔ سعدی ؎

نہ ترسد آنکہ بر افتادگاں نہ بخشاید   کہ گر ز پائے در آید کسش نگیرد دست

باز آمدن۔ وا آمدن۔ لوٹ آنا۔ واپس آنا۔ فقرہ۔ چوں از

زیارت مکہ باز آمدم ود منزلم استقبال کرو۔
فراز آمدن - فرا آمدن - قریب ہونا - ظاہر ہونا - سعدی سے
وسیاسش وحشت فراز آمدے نہ رفتے بکارے کہ باز آمدے
فرود آمدن - سواری یا کسی اور بلند جگہ سے اُترنا - جیسے زید از اسپ فرود آمد سعدی سے
بمنزلگہ حاتم آمد فرود بر آسود چوں کشتہ بر تزندہ رود
بسر آمدن - سر آمدن - برسر آمدن - ختم ہونا - سعدی سے
یکے را اجل بر سر آورد جیش سر آمد برو روزگاران عیش
سر آمدن - سرگروہ ہونا - غالب آنا - سعدی سے
سر آمد ... ملک از سراں نہادند سر بر خطش سروراں
سر آمد - ... بہتر - سردار - ممتاز - بدست آمدن - حاصل ہونا -
بجاں آمدن تنگ ہونا - ناخوش ہونا - سعدی سے
کہ در ماندہ ام دستگیر اے صنم بجاں آمدم رحم کن بر تنم
پا بسنگ آمدن - ٹھوکر کھانا - کوئی بلا و مصیبت پیش آنا -
انداختن - ڈالنا - پھینکنا - ضایع کرنا - بر انداختن - درخت وغیرہ کا اکھاڑنا - کسی چیز کا اُٹھانا - سعدی سے
بپرور درختے کہ بار آورد بر انداز بیخے کہ خار آورد
(نظامی) حجاب سیاست بر انداختند ز بیگانگاں چہرہ پر داختند
طرح انداختن - کسی چیز کی بنیاد ڈالنا - یا بنیاد گرانا - نظامی سے طرح عمارات دل انداختند سنگ سر شتند و گل انداختند
سپر انداختن - سپر افگندن - عاجز ہونا - عاجزی اختیار کرنا

سعدی۔ نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن — کہ جاہا سپر باید انداختن

آوردن - لانا۔ بر آوردن۔ نکالنا۔ اٹھانا۔ بلند کرنا۔ سعدی ؒ

بیا تا بر آریم دستے ز دل — کہ نتواں بر آورد فردا ز گل

در آوردن - داخل کرنا۔ سر بر آوردن - سر اٹھانا۔ سعدی ؒ

یکے سر بر آراز گریبان غم — بآرام دل با جوانان بچم

بسر آوردن - بسر آوردن - ختم کرنا۔ سعدی ؒ

نفسے میزنم آسودہ و عمرے بسر آرم — غم موجود و پریشانی معدوم ندارم

گرد بر آوردن - ہلاک کرنا۔ سعدی ؒ

نہ رستم چو پایان روزی بخورد — شغاد از نہادش بر آورد گرد

از پا در آوردن - عاجز کرنا۔ سعدی ؒ

کسے را کہ پیری در آرد ز پائے — چو دستش نگیرد نخیزد ز جائے

فرود آوردن - سواری یا کوٹھے وغیرہ سے اتارنا۔ جیسے زید را از اسپ فرود آوردم۔ بدست آوردن - حاصل کرنا۔ سعدی ؒ

بدست آوردن دنیا ہنر نیست — یکے را گر توانی دل بدست آر

بُردن - لیجانا۔ لینا۔ جیتنا۔ (مقابل باختن بمعنی ہارنا) جیسے زید باخت و عمرو برد۔ دست بُردن - غلبہ کرنا۔ غالب آنا۔ بسر بُردن ختم کرنا۔ سعدی ؒ

دال دگر بخت ہمچنیں ہوسے — دیں عمارت بسر نہ برد کسے

آبرو بردن - آبرو زائل کرنا۔ سعدی ؒ

بشب گر ببرّد سے بر شحنہ سوز — گنہ آبرویش نبرّد بروز

گرو بردن - سبقت کرنا۔ سعدی ؒ

چو ثعبانش آلوده دندان بزہر گرد بُرد از زشت رویان شہر

لقمہ فرو بردن۔ نگلنا۔

بریدن۔ چاقو یا تلوار وغیرہ کاٹنا۔ جیسے ایں کارد خوب می بُرد۔ گرہ کاٹنا۔ جیسے کیسہ بُر۔ (گرہ کٹ) کپڑا کاٹنا۔ محبت اور دوستی کا کاٹنا۔ عہد و پیمان کا توڑنا۔ سعدی ؎

جدائی ز احباب کردن خطا ست بریدن ز یاراں خلاف وفا ست

بستن۔ باندھنا۔ دروازہ وغیرہ کا بند کرنا۔ جیسے گرہ بستن۔ در بستن۔ جوڑنا۔ اصلاح کرنا۔ جیسے دست شکستہ بستن۔ رخنہ بستن کسی کام پر آمادہ ہونا۔ جیسے میاں بستن۔ کمر بستن۔ بر بستن۔ حمل کرنا۔ تہمت لگانا۔ فائدہ اٹھانا۔ سعدی ؎

برو جان بابا در اخلاص پیچ کہ نتوانی از خلق بربست ہیچ

صورت بستن۔ حاصل ہونا۔ سعدی۔ ؎

کہ یک لحظہ صورت نہ بندد اماں چو پیمانہ پُر شد بدور زماں

کار بستن۔ عمل کرنا۔ سعدی ؎

نخواہم ازیں نوع گفتن بسے کہ حرفے بس ار کار بندد کسے

بار بستن۔ سفر کرنا۔

پختن۔ میوہ کا پکنا۔ کھانے کا پکانا۔ لازم اور متعدی دونوں آیا ہے۔ جیسے میوۂ پختہ۔ پختہ مغز۔ طعام پختہ۔ بیہودہ خیال کرنا۔ جیسے چہ خیال خام پختی۔ سعدی ؎

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست

پرسیدن۔ حال پوچھنا۔ بیمار را پرسیدن۔ بیمار کی عیادت کرنا

تعزیت کے معنی میں بھی آیا ہے۔ جیسے - ع - چوں بمیرم پرسشِ پروانہ
و بلبل کنید۔

پرداختن - بنانا۔ سعدی ؎

دو صد مہرہ در یکدگر ساختست — کہ گلِ مہرۂ چوں تو پرداختست

مشغول ہونا - منہ پھیر لینا - فارغ ہونا - خالی کرنا - (معنی سوم - چہارم -
پنجم کا متعلق و صلہ از کے ساتھ آتا ہے) فردوسی ؎

ازاں بد کنش دیو روی زمیں — بپرداز و پرداختہ کن دل زکیں

نظامی - میزباں چوں زکار خود پرداخت — پیشش از اندازہ پیشکشہا ساخت

سعدی - تواں از کسے دل بپرداختن — کہ دانی کہ بے او تواں ساختن

پوشیدن - کپڑے پہننا - اس معنی میں لازم اور متعدی دونوں
آیا ہے - بھید یا منہ وغیرہ چھپانا - اس معنی میں متعدی ہے - جب
اس کو لازم کریں گے تو پوشیدہ شدن کہیں گے - چشم پوشیدن -
اغماض و تغافل کرنا - در پوشیدن - در بند کرنا۔

پیچیدن - پنجہ وغیرہ کا پھیرنا - ع - سر پنجۂ ناتواں بر مپیچ پیچ و
تاب کھانا - غصہ کرنا - جیسے زید عبث بمن می پیچد - برخود پیچیدن
بھی اس معنی میں مستعمل ہے - ؎

بمحمود گفت این حکایت کسے — بپیچید از اندیشہ برخود بسے

سر پیچیدن - گردن پیچیدن - کسی کام سے انکار کرنا - سرکشی
کرنا - (اس کا متعلق و صلہ از کے ساتھ آتا ہے - نظامی - ع - سر از
لہو پیچید و گوش از سماع - سعدی ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ — کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

برانگشت پیچیدن - مشہور کرنا - یاد رکھنا - سہ

نہ یک عیب او را برانگشت پیچ جہانے فضیلت بر آور بہ پیچ

تافتن - **تابیدن** - رسی اور تاگہ وغیرہ بٹنا - پیچید وغیرہ پھیرنا -
فقرہ - سیاہے گیسواں بتافت - زید پنجۂ عمرو بتافت - رو از من متاب
گرم ہونا - گرم کرنا - چمکنا - روشن ہونا - سعدی سہ

کسے دید صحراے محشر بخواب مس تفتہ روے زمیں ز آفتاب
تنور شکم دمبدم تافتن مصیبت بود روز نا یافتن
بالاے سرش ز ہوشمندی می تافت ستارہ بلندی

برتافتن - پھیرنا - اٹھانا - قبول کرنا - ناصر علی سہ
رنگ عشرت برنمی تابد دل آزردہ ام سنگسار خندۂ کبکم دریں کہسارہا

سر تافتن - اعراض کرنا - انکار کرنا - (اس کا متعلق و صلہ
از کے ساتھ آتا ہے) - سعدی سہ

عزیزے کہ ہرکز درش سر بتافت بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

ع - متاب اے پارسا رو از گنہگار -

عنان تافتن - اعراض کرنا - اس کا صلہ از کے ساتھ آتا ہے نظامی
سہ نشاید ترا جز بتو یافتن عنان باید از ہر درے تافتن

جستن - کودنا - کسی چیز کا کسی جگہ سے نکل جانا - جیسے اسپ از نہر
می جہد - تیر از کمان برجست - سعدی سہ

مگو مرغ دولت ز قیدم بجست ہنوزش سر رشتہ داری بدست

جستن کے معنی اعضا کے پھڑکنے کے بھی آتے ہیں - جیسے چشمم می جہد
جوشیدن - ابلنا - جیسے آب جوشیدن - خون جوشیدن - دیگ جوشیدن

آبجوش بھی مستعمل ہے۔ روغن جوش بکن نہیں کہتے۔ روغن داغ بکن۔ کہتے ہیں۔ اور جس برتن میں گھی کو گرم کرتے ہیں اُس کو بھی روغن داغ کہتے ہیں۔ اور **جوشیدن**۔ محبت اور دوستی کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

چمیدن۔ سیر و تفریح کے لئے ٹہلنا۔

ہمی گفت و در روضہا می چمید ازاں خار بر من چہ گلہا دمید

کھیت اور ڈال وغیرہ کا ہوا سے لچکنا۔ سہ

چو باد صبا بر گلستاں وزد چمیدن درختِ جواں راسزد

چیدن۔ چنا۔ بر چیدن۔ باز چیدن۔ اُٹھانا۔ دور کرنا۔ حافظ سہ

بمژگان سیہ کردی ہزاراں رخنہ در دینم بیا کز چشمِ بیمارت ہزاراں درد برچینم

حافظ ع۔ عنقا شکار کس نشود دام باز چین۔ واشہ چیدن سفرہ چیدن۔ بمعنی گستردن۔

خاستن۔ برخاستن۔ کھڑا ہونا۔ کسی مقام سے چلا جانا۔ کسی چیز کا دور ہونا۔ جیسے ع۔ گردِ اغیار از میاں برخاست۔ تا فتنہ فرونشست و نزاع برخاست۔

خرامیدن۔ سیر و تفریح کے لئے ٹہلنا۔ کھیت و ڈال وغیرہ کا لچکنا اور جھکنا۔ سہ

زرع را چوں رسید وقت درو نخرامد چنانکہ سبزۂ نو

خوردن۔ کھانا۔ پانی یا شراب وغیرہ کا پینا۔ ع۔ اے بحکم شرع آب خوردن خطا ست۔ برخوردن۔ کسی چیز سے نفع حاصل کرنا اور کامیاب ہونا۔ درخوردن۔ برخوردن۔ وا خوردن۔

باز خوردن - یہ چار وٹے اور سامنے ہونے کے معنی میں آتے ہیں جیسے
جاں تازہ می شود ز لب روح پرورش ہر کس کہ برخورد بتو از عمر بر خورد
از تو تا دوریم از ما دور می گردد حیات با تو چوں برمیخوریم از زندگی برمیخوریم
فرو خوردن - غصہ کا پی جانا - کسی بات کا برداشت کرنا - سعدی
ع - فرو خورد شیخ ایں حدیث از کرم - ع - فرو خورد خشم سخنہائے سرد
چشم خوردن - نظر بد لگنا - بچشم خوردن - حسد سے دیکھنا - نظر بد
لگنا - گوش خوردن - سننا - مثلاً - تا خبر رفتنت بگوشم خوردہ است
صبر از من بردہ است -

دادن - کسی چیز کا دینا - جیسے زر دادن - مال دادن - ساغر دادن
گل دادن وغیرہ آب دادن - جانوروں کو پانی پلانا - اور کھیت
وغیرہ کا سینچنا - چھری اور تلوار وغیرہ کا تیز کرنا - اور رونق دینا -
ع - سگے ناتواں را دمے آب داد - دست دادن - دست بہم
دادن - حاصل ہونا - از دست دادن - ضائع و تلف کرنا - باز
دادن - وا دادن - پھیر دینا اور کھولنا - ع - تواں باز دادن رہ
نرہ دیو - سر دادن - بندوق اور توپ وغیرہ کا چھوڑنا - جانوروں
کا رہا کرنا - برباد دادن - مٹانا - پریشان کرنا - آتش دادن -
ترک کرنا - اور کسی کو غصہ دلانا -

داشتن - رکھنا - اُٹھانا - جب اس کا صلہ و متعلق از کے ساتھ
آئے - سعدی

فدائی نہ دارد ز مقصود چنگ وگر بر سرش تیر بارند و سنگ

پاسے داشتن - بر پاسے داشتن - قائم رکھنا - ع - فرو گفت

انصاف را پائے دار - برداشتن - اٹھانا - مقابل گذاشتن - بلند کرنا - جیسے علم برداشتن - بمعنی پذیرفتن (قبول کرنا) چشم داشتن - امید کرنا - چشم داشت - توقع و امید - چشم بر راہ داشتن انتظار کرنا - گوش داشتن - گوش فرا داشتن - کان لگانا - متوجہ ہونا - ؎

بمن دار گفت اے جوانمرد گوش
که دانم جوانمرد را پردہ پوش

سر چیزے داشتن - اس چیز کی خواہش رکھنا -

دمیدن - صبح کا طلوع ہونا - اُگنا - پھونکنا - جیسے سعدی

نہ زیبد مرا با جوانان چمید
چو بر عارضم صبح پیری دمید

بسبزہ کجا تازہ گردد دلم
که سبزہ بخواہد دمید از گلم

ساقی ازاں بادۂ منصور دم
در رگ و در ریشۂ من صور دم

دوختن - سینا - چشم دوختن - دیدہ بر دوختن - امید رکھنا - اغماض و تغافل کرنا ؎ خرد مند از دو دیدہ بر دوختہ -

دیدن - دیکھنا - معلوم کرنا - وادیدن - غور سے دیکھنا - وا دید - باز دید - کسی سے ملنا اس کے ملنے کے بعد - بچشم خود دیدن دیکھنے کی تاکید ہے - سعدی ؎

بچشم خویش دیدم در بیاباں
که آہستہ سبق برد از شتاباں

راندن - چوپایہ وغیرہ کا ہانکنا - جیسے مگس راندن - کبھی انساں کے لیے بھی آتا ہے - جیسے دہ مرد جرار صد تن را می راند - دور کرنا - جیسے ؎

توقع براند زہر مجلست
براں از خودش تا نرانند کست

ملک راندن - حکومت و سلطنت کرنا -

رسیدن - پہونچنا - فرا رسیدن - فراز رسیدن - نزدیک پہنچنا -
بسر رسیدن آخر ہونا - سہ

تیغ کشیدہ بر سرم آں سیمبر رسید　　گفتم کہ چیست گفت کہ عمرت بسر رسید

چشم رسیدن - نظر بد لگنا -
رفتن - جانا - فرا رفتن - نزدیک جانا ع - جوانے فرا رفت کای
پیر مرد - فرو رفتن - معدوم ہوجانا - مر جانا - ڈوب جانا ع - فرو رفت
جم را یکے نازنیں - در خود فرو رفتن یا شدن - حیران و پریشان ہونا
سہ در آہن خیال گم شد آں جنگ جو　　کہ در خود رود کوہ آہن فرو
برباد رفتن - نیست و نابود ہونا - پریشان ہونا - آب رفتن بے عزتی ہونا
ریختن - پانی وغیرہ کا گرنا گرانا - خون ریختن - قتل کرنا - رنگ
ریختن - رنگ کا جانا رہنا یا بدل جانا سہ

کہ حالش بگردید و رنگش بریخت　　ز ہیبت بہ پیغولہ در گریخت

آب ریختن - آبرو ریختن - بے عزت کرنا - سہ

عزیزو خدا آبروے کسے　　کہ ریزد گنہ آب چشمش بسے

کہتے ہیں سر قلیان آتش بریز - یعنی چلم پہ آگ رکھ -
زدن - (یہ مصدر بہت معنوں میں مستعمل ہے) بمعنی خوردن -
نوشیدن - جیسے لقمہ زدن - کباب زدن - شراب زدن - ساغر زدن
بمعنی نگاشتن - جیسے خط زدن - رقم زدن - بمعنی نمودن - جیسے
عشق زدن - خضاب زدن - فریاد زدن - شانہ زدن - بمعنی داشتن
جیسے چشم براہ زدن - بمعنی برداشتن - جیسے دامن بر زدن -
آستیں بر زدن - بمعنی افگندن - جیسے بر پیشانی زدن - بمعنی

دادن جیسے بوسہ زدن - بمعنی غارتیدن (لوٹنا) جیسے راہ زدن - قافلہ زدن
کارواں زدن - بمعنی دِرودن (کاٹنا) جیسے شاخ زدن - ناف زدن -
بمعنی بر آوردن (نکالنا) جیسے آبلہ زدن - بمعنی بستن - جیسے شیرازہ زدن
طرہ زدن - سایباں زدن - پردہ زدن - بمعنی کشیدن - جیسے قلم زدن
عماری زدن - پر پیچ زدن - بمعنی نواختن - جیسے طبل زدن - دف زدن
بمعنی گفتن جیسے سخن زدن - آفریں زدن - شل زدن - حرف زدن
دم زدن - بمعنی گستردن جیسے تخت زدن - زانو زدن - بمعنی کشادن
جیسے رگ زدن - فال زدن - بمعنی برپا کردن (کھڑا کرنا) جیسے خیمہ زدن
علم زدن - بمعنی ساختن - جیسے خشت زدن - سر زدن - (واقع ہونا
اور ظاہر ہونا) سرپا زدن (انکار کرنا - اعراض کرنا ٹھوکر کھانا)
چشمک زدن - آنکھ مارنا - چشم زدن - چشم بہم زدن - پلک مارنا -
سروا زدن - انکار کرنا - تن زدن - راضی ہونا - آتش زدن - ترک کرنا -
کسی کو غضب میں لانا - بیقرار کرنا -

شدن - ہونا - جانا - سعدی - ع بہ تنہا نداند شدن طفل خورد -

بر شدن - اوپر جانا ؎

نبودے بجز آہ بیوہ زنے اگر بر شدے دودے از روزنے

باز شدن - وا شدن - دریا گرہ یا پردہ وغیرہ کا کھلنا - غنچۂ دل باز شدن
اس کا کھلنا - باز شدن - لوٹنا - ع - باز شد از عراق خرم و شاد -

فراشدن - آگے جانا - سعدی ؎

فراشد چو بینی در صلح باز کہ ناگہ در توبہ گردد فراز

فرو شدن - بمعنی فرو رفتن (پست ہونا) جیسے در مغاک فرو رفت

بدست شدن - حاصل ہونا - سعدی ؎
که ازو در دلم شکست نه شد
در جہاں دوستے بدست نشد

بسر شدن - آخر ہونا - سعدی -
که آنچه در دلم است از درم فراز آید
دریں امید بسر شد دریغ عمر عزیز

برطرف شدن - دور ہونا -

شکستن - توڑنا - ٹوٹ جانا - جیسے دل شکستن - بال و پر شکستن
جان شکستن - خامه شکستن - سعدی -
شکسته قدح ببندند چیست
نیاورد خواہد بہائے درست

بمعنی خم و تاب دادن - جیسے زلف شکستن - نامه شکستن -
بمعنی دور کردن - جیسے نہار شکستن - خمار شکستن -

بر شکستن بمعنی رنجیده ہونا - جیسے فلانے ازیں سخن بر شکست - کنارہ کرنا - اعراض کرنا - جیسے ؎
یکے فتنه دید از طرف بر شکست
یکے درمیاں آمد و سر شکست

عنان بر شکستن - اعراض کرنا - مجلس بر شکستن - جلسه کا متفرق

فائدہ شکستن - گسستن - گسیختن - مرادف ہیں - مگر اول اشیائے ثقیل و درشت توڑنے میں مستعمل ہے - دوم - سوم اشیائے سبک و نرم کے توڑنے میں - جیسے تار ریسماں گسستن - اور عہد و پیمان کا لفظ شکستن - گسستن - گسیختن تینوں سے

شنیدن - سننا - قبول کرنا - سونگھنا - جیسے سعدی ؎
شنیدم که نشنید و خونش بریخت
ز فرمان داور که داند گریخت
ز مصرش بوے پیراہن شنیدی
چرا در چاہِ کنعانش نه دیدی

بگوش شنیدن تاکید ہے سننے کی -

کردن ۔ کرنا ۔ بر کردن ۔ بلند کرنا ۔ اٹھانا ۔ سعدی ؎

ازاں تیرہ دل مرد صافی درون — قفا خورد و سر بر نکرد از سکون
شب از نرگسش قطرہ چندے چکید — سحر دیدہ بر کرد و دنیا بدید

در بر کردن کپڑے اور زرہ وغیرہ کا پہننا پہنانا ۔ معانقہ کرنا ۔ باز کردن وا کردن در یا زنجیر یا گرہ یا کسی اور چیز کا کھولنا یا جدا کرنا ۔ سعدی ؎ سبک طوق و زنجیر از و باز کرد چپ و راست پوشیدن آغاز کرد

در فراز کردن ۔ در بند کرنا ۔ کھولنا ؎

بروے من این در کسے کرد باز — کہ کردی تو بر روے او در فراز

گوش کردن ۔ خیال کرنا ۔ سعدی ؎

بچنگ آر و با دیگراں نوش کن — نہ بر فضلۂ دیگراں گوش کن

بدست کردن ۔ حاصل کرنا ۔ سعدی ؎

طبیب راہ نشین نبض عشق نشناسد — برو بدست کن اے مردہ دل مسیح دمے

سر کردن ۔ کسی چیز کا شروع کرنا ۔ انجام کو پہنچانا ۔ کامل کرنا ۔ بندوق وغیرہ چھوڑنا ۔ کار کردن ۔ اثر کرنا ۔ سعدی ؏ نہ گفت اندرو کار کردے نہ چوب ۔ برباد کردن ۔ نیست و نابود کرنا ۔ پریشان کرنا ۔ کشتن ۔ مار ڈالنا ۔ آگ اور چراغ وغیرہ کا بجھانا ۔ سعدی ۔

جہاں سوز را کشتہ بہتر چراغ — یکے بہ در آتش کہ خلقے بداغ

کشیدن ۔ کھینچنا ۔ بر کشیدن ۔ کھینچنا ۔ دور کرنا ۔ نکالنا ۔ بلند کرنا کسی کا مرتبہ زیادہ کرنا ۔ جیسے شمشیر از نیام بر کشید ۔ آہ از دل بر کشید ۔ نظامی ؎

علم بر کش اے آفتاب بلند — خراماں شو اے ابر مشکیں پرند

برکشیدن ۔ کپڑے وغیرہ کا پہننا ۔ پہنانا ۔ معانقہ کرنا ۔ سر کشیدن ۔

گردن کشیدن - نافرمانی کرنا۔

زمانے بہ پیچید و درماں نہ دید ره سرکشیدن ز فرماں نہ دید

زباں در کشیدن - دم در کشیدن - خاموش رہنا - قلم کشیدن - خط کشیدن مٹانا - سعدی ؎

زباں در کش اے مرد بسیار داں که فردا قلم نیست بر بے زباں

؎ شنیدم که شاپور دم در کشید چو خسرو بر اسمش قلم در کشید

وا کشیدن - باز کشیدن - پرہیز کرنا - جدا کرنا - جیسے دل را از خوے بد وا کشید - دست کشیدن - دست باز کشیدن - پرہیز کرنا - جیسے از دست طعام باز کشید دست ازیں کار باز کشید - روے درہم کشیدن ابرو بہم کشیدن - رنجیدہ ہونا - اعراض کرنا - جیسے ملک ترو سے آئیا سخن درہم کشید - ؎

چو فرخندہ خوے ایں حکایت شنید ز گوینده ابرو بهم در کشید

سفرہ و خواں کشیدن - دستر خوان بچھانا - سعدی ؎

بخلق و فریش گریباں کشید بمنزل درآورد و خواں کشید

کندن - کوئیں یا گڑھے وغیرہ کا کھودنا - درخت اور جانوروں کے پر و بازو وغیرہ کا اکھاڑنا - سعدی -

بیسے بر نیاید کہ بنیاد خود بکند آنکہ بنہاد بنیاد بد

بخور مردم آزار را خوں و مال کہ از مرغ بر کندہ بہ پر و بال

برکندن اکھاڑنا - دست کندن - حسرت اور افسوس سے ہاتھ کاٹنا سعدیؔ

ہمی گفت حاتم پریشاں دست ز حسرت بدنداں ہمی کند دست

دنداں کندن - دانتوں میں خلال کرنا۔

گرفتن لینا۔ فرض کرنا۔ اثر کرنا۔ ع۔ گیرم کہ غمت نیست غم ما ہم نیست۔ سہ

عالمے را کہ گفتہ باشد و بس　　چون نگوید نگیرد اندر کس

گرفتن ماہ و خور۔ خسوف و کسوف ہونا۔ ناخن گرفتن۔ ناخن کترانا۔ ع۔ ناخن چو شد بلند گرفتن سزاے اوست۔ گرفتن دنداں۔ دانت اکھاڑنا۔ در گرفتن۔ اثر کرنا۔ آگ کا روشن کرنا۔ احاطہ کرنا۔ کسی چیز کا گھیرنا۔ صحبت کا موافق ہونا۔ بر گرفتن۔ جدا کرنا۔ اٹھانا۔ حاصل کرنا۔ ان کا متعلق از کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے دل از کارے بر گرفت۔ خاطر از یارے بر گرفت۔ سر از تن بر گرفت۔ ع۔ نشاید قدم بر گرفتن ز جاے۔ در بر گرفتن۔ کپڑے وغیرہ کا پہننا پہنانا۔ معانقہ کرنا۔ سعدی۔ نثر۔ و درختاں را بخلعت نوروزی قباے اخضر در بر گرفتہ۔ وا گرفتن۔ باز گرفتن۔ پھیر لینا۔ باز رکھنا۔ سعدی سہ

بامید ما کلبہ اینجا گرفت　　نہ مروی بود نفع از و وا گرفت

فرا گرفتن۔ سیکھنا۔ یاد کرنا۔ معلوم کرنا۔ بگوش گرفتن۔ قبول کرنا سہ

مرد باید کہ گیرد اندر گوش　　ور نبشت است پند بر دیوار

دست گرفتن۔ اعانت و مدد کرنا۔ پا گرفتن۔ قیام کرنا۔ چشم گرفتن اغماض و تغافل کرنا۔ سہ

در جہاں ارباب ہمت نیز بے حاجت نیند　　از متاع آفرینش چشم می گیریم ما

از سر گرفتن۔ شروع کرنا۔ پیش گرفتن۔ اختیار کرنا۔ سر خویش گرفتن گھر کا راستہ لینا۔ باہر جانا۔ سہ

برو ہر چہ می بایدت پیش گیر　　سر ما نداری سر خویش گیر

گریستن ۔ رونا ۔ رحم کرنا ۔ عرفی ؎

من خود کیم کہ گریہ بحالم کنی ولے ۔ می زیبدت بنرگس شہلا گریستن

شکوہ و فریاد کرنا ۔ جیسے زید از دستت تو می گرید ۔

گزیدن ۔ سانپ اور کتے وغیرہ کا کاٹنا ۔ جیسے مار گزیدہ از ریسمان

ترسد ۔ لب گزیدن ۔ حسرت و افسوس کرنا ۔ سعدی ؎

سعدی سبک دست بردن بہ تیغ ۔ بدندان گزد پشت دست دریغ

گشتن ۔ گردیدن ۔ ہونا ۔ گھومنا ۔ لوٹنا ۔ پھرنا ۔ برگشتن ۔ برگردیدن

بازگشتن ۔ باز گردیدن ۔ لوٹنا ۔ واپس آنا ۔ برگشتن زمان ۔ زمانے

کا بدل جانا ۔ سعدی ع ۔ شنیدم کہ برگشت از و روزگار ۔ واگشتن

کھلنا ۔ کھلنا ۔ سرگشتن ۔ پریشان ہونا ۔

مردن ۔ مرنا ۔ چراغ اور آگ کا بجھنا ؎

چراغ دل فرو مرد از حدیث پند گویانم ۔ کسے آں بہ کہ دور از مردم بیہودہ گو باشد

ماندن ۔ رہنا ۔ چھوڑنا ۔ کسی چیز کے مشابہ ہونا ۔ سعدی ۔ بجنبش

نگرتی بعلتش بماں ۔ فقرہ ۔ یکے تحریمہ عشا بستہ و دیگرے منتظر عشا

نشستہ ۔ ایں بداں کے ماند ۔ در ماندن ۔ فرو ماندن ۔ عاجز ہونا ۔

سعدی ؎ تو دانی کہ مسکین و بیچارہ ام ۔ فرو ماندہ با نفس امارہ ام

باز ماندن ۔ وا ماندن ۔ فرو ماندن ۔ پیچھے رہنا ۔

نہادن ۔ رکھنا ۔ چھوڑنا ۔ ٹھہرنا ۔ سر نہادن ۔ اطاعت قبول کرنا ۔

بر نہادن دور کرنا ۔ مثلاً ؎

قدم رنجہ فرمائے تا سر نہم ۔ سر جہل و ناراستی بر نہم

سر نہادن سونا ۔ تہمت نہادن ۔ الزام لگانا ۔

ہشتن۔ ہلیدن۔ چھوڑنا۔ فرو ہشتن۔ لٹکانا۔
یافتن۔ پانا۔ در یافتن۔ معلوم کرنا۔ حاصل کرنا۔ دست یافتن۔ غالب ہونا۔

فائدہ۔ لفظ پیش سے فائدہ قبلیت زمانی و مکانی اور پس سے بعدیت مکانی و زمانی کا حاصل ہوتا ہے۔ جیسے پیش آمدن۔ پیش گفتن۔ پیش آوردن پیش دادن قبلیت زمانی میں اور پیش آمدن۔ پیش آوردن۔ پیش داشتن۔ پیش کردن۔ پیش نہادن قبلیت مکانی میں بولتے ہیں۔ اور پس رفتن۔ پس نشستن۔ پس آمدن۔ وغیرہ بعدیت زمانی و مکانی میں بولتے ہیں۔

باب پنجم اقسام نثر و نظم

نثر۔ اس کلام کو کہتے ہیں جو موزوں نہ ہو۔ اور اگر موزوں ہو تو بلا قصد موزوں ہوگیا ہو۔

نظم۔ وہ کلام موزوں جو علم عروض کے مقررہ اوزان میں سے کسی وزن پر ہو۔ اور اس میں قافیہ بھی ہو۔ اور بالقصد نظم کیا گیا ہو۔ اسی کو شعر بھی کہتے ہیں۔ اور شعر کے نصف حصہ کو مصرعہ کہتے ہیں۔

معنی کے لحاظ سے نثر و نظم کے اقسام

معنی کے لحاظ سے نثر و نظم کی دو قسمیں ہیں۔ سلیس۔ دقیق۔

سلیس۔ وہ جس کے معنی آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔
دقیق۔ وہ ہے جس کے معنی دقت سے سمجھے جائیں۔
ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ سادہ۔ رنگین۔
سادہ۔ وہ جس میں مطلب کو بلا رعایت مناسبات کے ادا کیا ہو۔
رنگین۔ وہ جس میں ادائے مطلب کے لئے ایک طرح کے الفاظ کی رعایت ہو۔ یعنی شروع میں اگر بہار کا ذکر ہے تو آخر تک اسی کے مناسبات ہوں۔ غم کا ذکر ہے تو اسی کے مناسبات ہوں۔

مناسبات

کلام نثر و نظم میں جب کوئی تعریف یا مذمت کی جائے تو ایسے الفاظ جو اس کے واسطے مناسب یا لازم ہوں استعمال کریں اس امر کی رعایت کے لئے جو الفاظ لائے جاتے ہیں ان کو مناسبات کہتے ہیں۔ مبتدی کے سمجھانے کے لئے چند ضروری مناسب الفاظ لکھے جاتے ہیں۔

مناسبات حسن۔ بے مہری۔ بے وفائی۔ خود نمائی۔ خود بینی۔ غمزہ۔ کرشمہ۔ ناز۔ سنگدلی۔ وعدہ خلافی۔ دل آزاری۔ دلبری۔ جلوہ۔ ادا۔

مناسبات عشق۔ آہ و نالہ۔ بے تابی۔ بے خوابی۔ ناتوانی۔ جامہ دری۔ آرزو۔ شوق۔ انتظار۔ درد۔ نیاز۔ صحرا گردی۔ کوہ نوردی۔ گریۂ نیم شبی۔ تنہا نشینی۔ حیرانی۔ پریشانی۔ دیوانگی۔

مناسباتِ فقر۔ صبر۔ توکل۔ تحمل۔ ہمت۔ مشاہدہ۔ مراقبہ۔ مجاہدہ۔ محاسبہ۔ قناعت۔ خاکساری۔ ترکِ دنیا۔ شریعت۔ طریقت۔ حقیقت۔ عزلت۔ خلوت۔ معرفت۔ تقویٰ۔ طہارت۔ رضا۔ تسلیم۔

مناسباتِ امارت۔ جاہ و جلال۔ دولت و اقبال۔ عدالت۔ شجاعت۔ مرحمت۔ شفقت۔ لشکر کشائی۔ ملک داری۔

مناسباتِ باغ و بہار۔ نسیم۔ بادِ صبا۔ گل۔ غنچہ۔ گلاب۔ بنفشہ۔ نرگس۔ بادِ سحر۔ فاختہ۔ قمری۔ بلبل۔ شبنم۔ نہر۔ حوض۔ گلزار۔ چمن۔ باغباں۔ سیر۔ تماشا۔

مناسباتِ بارش۔ ابر۔ باراں۔ رعد۔ برق۔ قطرہ۔ ژالہ۔ شبنم۔ سیل۔ طاؤس۔ گرداب۔ تاریکی شب۔

مناسباتِ علم۔ کتاب۔ ورق۔ خط۔ صفحہ۔ نوشت۔ خواند۔ قلم۔ کلک۔ لوح۔ کاغذ۔ جلد۔ ادب۔ اخلاق۔ حکمت۔ فلسفہ۔

الفاظ کے لحاظ سے نثر کے اقسام

الفاظ کے لحاظ سے نثر کی تین قسمیں ہیں۔ مُرَجَّز۔ مُسَجَّع۔ عاری۔

مرجز۔ وہ نثر جس کے دو فقروں کے کلمات باہم ہموزن ہوں اور قافیہ نہ رکھتے ہوں۔ جیسے "صرفِ اوقات بے ذکرِ واہبِ کارساز۔ و خرجِ انفاس جز شغلِ خالقِ کردگار۔ عین نقصانات است" یا "تحریرِ آب و رفتارِ باد۔"

مسجع۔ وہ نثر جس کے فقروں کے آخر کے کلمات ہم قافیہ ہوں۔ اس کو مقفیٰ بھی کہتے ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

متوازی - مطرف - متوازن -

۱- متوازی - وہ نثر جس میں قافیہ کے کلمات شمارِ حروف میں برابر ہوں - اور دونوں میں آخر حرف مشترک ہو - جیسے "از دوست مہجورم و بر فراق مجبورم" یا "فلک[۱] ششم کیوان[۲] ہم مریخ حشم خورشید علم بر جیس[۳] ششم ناہید[۴] نعم عطارد رقم قمر خدم" اسی طرح کی صنعت نظم میں بھی پائی جاتی ہے۔

قربان نورِ مصطفٰے کاں بر سرِ کوہِ حرا[۵] می زند ندا ہنگر الآ دنیا و عقبیٰ پروریم

۲- مطرف - وہ نثر جس میں دونوں لفظوں کا حرفِ آخر ایک ہی ہو - مگر شمارِ حروف مختلف ہوں - جیسے مردِ باوقار مجسمۂ اطوار است

۳- متوازن - وہ نثر جس میں دونوں لفظ کا شمارِ حروف اور وزن ایک ہو - مگر حرفِ آخر دونوں میں جدا ہو - جیسے فقیر اور جلیس کو قافیہ میں لائیں -

فائدہ - اگر نثر کے دو فقروں میں یا نظم کے دونوں مصرعوں میں ایسے کلمات جمع کریں کہ ایک فقرہ کا ہر ایک لفظ دوسرے فقرے کے مقابل کے لفظ کے ہموزن اور حرفِ آخر میں متحد ہو تو ایسی نثر یا نظم کو مرصع کہتے ہیں - جیسے "با قوتِ حقائق گویا است و بصنوفِ دقائق جویا" یا "عاقلے را پرسیدند کہ نیکبخت کیست و بدبخت چیست نیکبخت آنکہ خورد و کشت و بدبخت آنکہ مُرد و ہشت -

عاری - وہ نثر جس کے فقرات نہ مرجز ہوں نہ مسجع - عاری کے

---

[۱] ششم - ششمہ کی جمع عادت - [۲] کیوان زحل - [۳] برجیس - مشتری [۴] ناہید زہرہ

[۵] کوہ حرا بکسر اوّل یہ پہاڑ مکہ معظمہ میں ہے - نبوت سے پہلے رسول اللہ صلعم چند روز اس پہاڑ کے غار میں عبادت میں مشغول رہے تھے -

معنی برہنہ کے ہیں۔ یعنی یہ نثر دونوں قسم کے تکلفات سے برہنہ اور خالی ہے۔ جیسے "در شہر بازار سنگھ ترشاں و تصاویر قدیم را بہ یکے از ایشاں داوم تا یادگار آگرہ از شہرہائے قدیم ہندوستان است۔"

اقسام نظم

تقسیم عروضی کے لحاظ سے نظم کی دس قسمیں ہیں۔ قصیدہ۔ غزل۔ مثنوی۔ رباعی۔ قطعہ۔ فرد۔ ترجیع بند۔ ترکیب بند۔ مستزاد۔ مسمط۔

قصیدہ۔ قصد سے مشتق ہے۔ جس کے معنی کسی کی طرف متوجہ ہونے کے ہیں چونکہ شاعر کا مقصود قصیدہ تھا۔ اس واسطے یہ نام رکھا گیا۔ بعض لکھتے ہیں کہ اس کے لغوی معنی گاڑھے مغز کے ہیں۔ اصطلاح میں قصیدہ اشعار کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں جس میں کسی کی بھلائی یا برائی بیان کی جائے۔ یا وعظ و نصیحت کی جائے۔

فائدہ۔ قصیدہ میں لفظی اور معنوی خوبیوں کا لحاظ رکھنا چاہئے تاکہ ان سے شاعر کا زور طبع معلوم ہو۔ اور ان خوبیوں سے ممدوح پر اچھا اثر پڑے۔ اور الفاظ نہایت پُر شوکت لانا چاہئے۔ اور خیالات اور مضامین بلند باندھنا چاہئے۔

قصیدہ میں کم سے کم اکیس اشعار ہونا چاہئے۔ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

قصیدہ کی دو قسمیں ہیں۔ تمہیدیہ۔ خطابیہ۔

۱۔ تمہیدیہ۔ وہ ہے جس میں اول کے چند اشعار بطور تمہید لکھیں پھر ممدوح کی تعریف شروع کریں۔ تمہید کے معنی فرش بچھانے کے ہیں۔ فرش سوائے جلیس کے کسی اور کے لئے نہیں بچھاتے۔ یہاں جلیس سے ممدوح یا مدح ممدوح مراد ہے جس کو تمہید کے بعد لکھتے ہیں۔

قصیدہ تمہیدیہ کے لئے کئی چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔
۱۔ تمہید حسب حال ممدوح ہو۔
۲۔ تمہید کے بعد مدح ممدوح کی طرف اچھے اور دلچسپ طریقہ سے رجوع کریں۔ اس کو اصطلاح میں تخلص یا گریز کہتے ہیں۔ جس قصیدہ میں تمہید نہ ہو اس کو مقتضب کہتے ہیں۔ اور جس میں تمہید ہو اس کو محدّد کہتے ہیں۔
۳۔ پہلے ضمیر غائب سے ممدوح کے صفات بیان کریں۔ پھر خطاب کرکے چند اشعار ممدوح کی تعریف میں لکھیں۔ اسی ضمن میں اپنے دل کا مطلب ظاہر کرکے دو تین شعر دعائیہ لکھ کر ختم کریں۔ اور کہتے وقت ممدوح کے مرتبہ کا لحاظ رکھیں۔

اگر ممدوح بادشاہ یا امیر ہے تو اس کے مناسب سنجیدہ اور مناسب الفاظ لکھے جائیں۔ اگر انبیاء۔ اولیا۔ علما۔ مشائخین میں سے ہے تو جو کلمات اور اصطلاحات ان کی شان کے لائق ہوں استعمال کئے جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ جو کلمات حمد۔ نعت۔ منقبت میں لکھے جاتے ہیں وہ سلاطین و امرا کی مدح میں لکھے جائیں۔ اور ایسے ہی برعکس۔ اس بارہ میں تمیز شرط ہے۔

قصیدہ تمہیدیہ کی تمہید کے مضمون کے اعتبار سے مختلف نام رکھتے ہیں۔ مثلاً اگر تمہید میں عشق کا مضمون ہے تو عشقیہ بہار کا ہے تو بہاریہ۔ شیخی اور فخر کا ہو تو فخریہ۔ دعا کا ہو تو دعائیہ وعظ و نصیحت کا ہو تو وعظیہ۔ شکایت آسمان وغیرہ ہو تو حالیہ شہر کی پریشانی کا ذکر ہو تو شہر آشوب۔ دنیا کی پریشانی کا ذکر

ہو تو جہاں آشوب کہتے ہیں۔

قصیدہ تمہیدیہ کے اُن اشعار کو جو قصیدہ کے شروع میں بطور تمہید کے لاتے ہیں تشبیب کہتے ہیں۔ تشبیب کے معنی ہیں ایام شباب یا معشوق کے حال کا ذکر کرنا۔

مثال قصیدہ تمہیدیہ

قصیدہ بہاریۂ سعدیؒ

بامداداں کہ تفاوت نکند لیل و نہار — خوش بود دامن صحرا و تماشاے بہار
صوفی از صومعہ گو خیمہ بزن در گلزار — وقت آں نیست کہ در خانہ نشینی بیکار
کوہ و دریا و درختاں ہمہ در تسبیح اند — نہ ہمہ مستمعاں فہم کنند ایں اسرار
بلبلاں وقت گل آمد کہ بنالند از شوق — نہ کم از بلبل مستی تو بنال اے ہشیار
آفرینش ہمہ تنبیہ خداوند دل است — دل ندارد کہ ندارد بخداوند اقرار
ایں ہمہ نقش عجب بر در و دیوار وجود — ہر کہ فکرت نکند نقش بود بر دیوار
خبرت ہست کہ مرغانِ چمن می گویند — آخر اے خفتہ سر از بالشِ غفلت بردار
ہر کہ امروز نہ بیند اثر قدرت او — غالب آنست کہ فرداش نہ بیند دیدار
تا کے آخر چو بنفشہ سرِ غفلت در پیش — حیف باشد کہ تو در خوابی و نرگس بیدار

قصیدہ تمہیدیہ میں چار چیزوں کا اچھا ہونا ضروری ہے۔

ا۔ مطلع۔ تاکہ سننے والا اُس کو سُن کر خوش ہو جاے اور قصیدہ کے اور اشعار سننے کا مشتاق ہو جاے۔ جیسے عرفی کا یہ مطلع ہے۔

دلِ من باغبانِ عشق و حیرانی گلستانش ۔۔۔ ازل دروازهٔ باغ و ابد حدِ خیابانش[1]

۲۔ گریز۔ (رجوع۔ مخلص) قصیدہ کا وہ شعر جس سے مطالب کے جانب رجوع کرتے ہیں (قصیدہ میں یہی مقام سب سے زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ وہ ایسے مطالب کو ربط دینا ہوتا ہے جس میں پہلے سے کوئی ربط نہیں ہے۔ جیسے عرفی کا یہ شعر

اگر از حرمت اندیشی بیا تا حکم بنمایم ۔۔۔ ز سلطانِ شریعت لیک نہ ثانی بخاقانش[2]

۳۔ حسنِ طلب۔ یعنی مدح ممدوح سے جو مقصد ہے اُس کو ایسی سحر بیانی سے ادا کرے کہ ممدوح بے اختیار اُس کو منظور فرمائے جیسے عرفی کا یہ شعر

شہنشاہِ سریرِ قابِ قوسین احمدِ مرسل ۔۔۔ کہ بر پیشانیِ تقدیر مرقوم است فرمانش[3]

۴۔ مقطع۔ تاکہ قصیدہ کا لطف دل سے جاتا نہ رہے۔ جیسے عرفی کا یہ شعر

---

[1] ازل۔ وہ زمانہ جس کی ابتدا معلوم نہیں۔ ابد۔ وہ زمانہ جس کی انتہا معلوم نہیں۔ میرا دل (روزِ ازل سے) عشق کا باغبان بنا ہے اور اُس نے عشق کا باغ لگایا ہے۔ حیرانی اُس کا گلستاں ہے (یعنی اس میں حیرانی کے پھول کھلتے ہیں) ازل اُس باغ کا دروازہ ہے اور ابد اُس کی روش کی حد ہے۔

[2] اگر تو حرمتِ شراب سے ڈرتا ہے تو میں اُس کے حلال ہونے کا فتویٰ تجھکو دکھا دوں جو سلطانِ شریعت نے لکھا ہے بشرطیکہ تو یہ فتویٰ خاقان کو نہ دکھائے۔ خاقان سے مراد اہلِ ظاہر ہیں۔

[3] قابِ قوسین کے تخت پر بیٹھنے والے شہنشاہ احمد مرسل جن کا فرمان تقدیر کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ قابِ قوسین اور اَدنیٰ دو کمانوں کے مقدار کے موافق یا اُس سے کم۔ رسول اللہ صلعم کو شبِ معراج میں قربِ الٰہی کا اتنا مرتبہ حاصل ہوا تھا۔

شہا۱؎ بر عرفیِ پژمردہ رحمے کن کہ می باشد	چناں پژمردہ باغے ریزشے زیں ابرِ نیسانش

۲- **قصیدہ خطابیہ** - وہ ہے جس میں تمہید نہیں لکھتے۔ مطلع ہی سے خطاب کر کے ممدوح کی تعریف شروع کر دیتے ہیں - جیسے عرفی کا یہ قصیدہ ہے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تعریف میں -

اے۲؎ مہرِ تو جانِ آفرینش	نعتِ تو زبانِ آفرینش
لطفِ تو چمن طراز۳؎ امکان	خشمِ تو خزانِ آفرینش
جودت ہمہ بخشِ عالمِ کون	علمت ہمہ دانِ آفرینش

یا جیسے عرفی کا یہ قصیدہ ہے حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی تعریف میں -

اے۴؎ مرتفع زِ نسبتِ ذاتِ تو شانِ علم	کلکِ گہر فشانِ تو رطب اللسانِ علم
اے ساکنانِ مصرِ معانی بحسنِ عقل	نادیدہ یوسفے چو تو در کاروانِ علم

۱؎ اے بادشاہ (مراد رسول اللہ صلعم سے ہے) افسردہ اور پژمردہ عرفی پر آپ اگر رحم فرمائیں تو ممکن ہے کہ ایسا مرجھایا ہوا باغ آپ کی ابر رحمت سے سرسبز ہو جائے۔

۲؎ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی محبت خلقت کی جان ہے اور آپ کی نعت خلقت کی زبان ہے - ۳؎ چمن طراز امکان - دنیا کے باغ کا آراستہ کرنے والا۔

۴؎ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے انا مدینۃ العلم و علیؓ بابہا میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اُس کے دروازہ ہیں - اے ممدوح! آپ کی وہ شریف ذات ہے جس سے علم کی شان بلند ہو گئی ہے - آپ کا گوہر فشاں قلم علم کی زبان اور وہ زباں بھی تر ہے جس سے آب و تاب کلام نکلتے رہتے ہیں - اے ممدوح مصر معانی کے رہنے والوں نے حسن عقل کے ساتھ آپ کا سا کوئی یوسف علم کے کارواں میں نہیں دیکھا ہے - سلطان دیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو تیر علم کی کمان سے نکلا ہے وہ اُنہی کی شست کمان سے نکلا ہے - سارے علم اُنہی سے ہیں کیونکہ وہ علم کے دروازہ ہیں - اور چیز کی درآمد برآمد علم کے دروازہ سے ہوتی ہے -

سلطان دیباغی کہ رشتہ کمال او ہر تار کے کہ یافت کشاں از کمان علم

قصیدہ گوئی میں متقدمین کی پیروی کرنی چاہیئے - اس لیئے کہ متاخرین کا روز مرہ غزل اور قصیدہ کا ایک ہی طور کا ہے - اور یہ درست نہیں

قصیدہ اور غزل کے پہلے شعر کو جس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہو اس کو مطلع کہتے ہیں - مطلع کبھی ایک ہوتا ہے - کبھی دو - کبھی اور زیادہ - مطلع کے بعد کے شعر کو حسن مطلع یا زیب مطلع کہتے ہیں - اور شعر آخر کو جس میں شاعر اپنا تخلص رکھتا ہے مقطع کہتے ہیں

قصیدہ اور غزل کے مطلع کے دونوں مصرعوں میں قافیہ اور ردیف ہوگی - باقی اشعار کے صرف دوسرے مصرع میں -

قافیہ - وہ الفاظ جو حرکات - سکنات - وزن - تعداد حروف میں یکساں ہوں جیسے شان - لسان - کاروان - کمان - مثال مذکور میں قافیہ ہے -

ردیف - وہ الفاظ جو تمام اشعار کے آخر میں مکرر آتے ہیں جیسے علم مثال مذکور میں ردیف ہے -

فارسی میں قصائد میں انوری - خاقانی - منوچہری - ظہیر فاریابی - اسمٰعیل اصفہانی - سلمان ساوجی وغیرہ مسلم الثبوت استاد ہیں -

غزل کے معنی لغت میں عورتوں سے باتیں کرنے کے ہیں اصطلاح میں ان مجموعہ اشعار کو کہتے ہیں جس میں حسن و عشق وصل و فراق - محبت و عشق کے لوازمات کا بیان ہے - (خواہ عشق حقیقی ہو یا مجازی) لیکن اب شعرا نے اس میں وسعت دی ہے - اخلاق و تصوف - مواعظ و فلسفہ وغیرہ بھی شامل کرلیا

غزل کے طرز جدید کے موجد شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ہیں۔

غزل کے الفاظ نازک۔ لطیف۔ شستہ۔ صاف۔ رواں۔ شیریں ہونا چاہئے۔ روز مرہ صاف فصحا کا سا ہو۔ ہر شعر دوسرے سے بلند ہونا چاہئے۔

غزل کے اشعار کم سے کم پانچ ہوتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ سترہ مگر متاخرین نے اس سے زیادہ اشعار بھی لکھے ہیں۔ لیکن غزل کے اشعار ہمیشہ طاق ہوتے ہیں۔

فارسی میں غزلیات میں خواجہ حافظ شیراز۔ نظیری نیشاپوری۔ حضرت امیر خسرو دہلوی۔ مولانائے جامی۔ مولانا نظامی۔ مولانا احمد جام مسلم الثبوت استاد ہیں۔

غزل کے مضامین کبھی مسلسل ہوتے ہیں کبھی غیر مسلسل۔ دونوں کی مثالیں سرتاج شعرائے متصوفین خواجہ حافظ شیراز کے کلام سے دی جاتی ہے۔

مثال غزل مسلسل

شب[۱] از مطرب که دل خوش باد وی را — شنیدم نالهٔ جان سوزنی را
چنان در سوز من سازش[۲] اثر کرد — که بی رقت نه دیدم هیچ شی را
حریفی[۳] بد مرا ساقی که هردم — ز زلف و رخ نمودی شمس و دی را
چو شوقم دید در ساغر می افزود — بگفتم ساقی فرخنده پی[۴] را

---

۱ مطرب۔ گویا۔ گانے والا ۱۲۔ ۲ ساز۔ باجا۔ رقت رونا ۱۲۔ ۳ حریف۔ وہ شخص جو سامنے بیٹھکر جوا کھیلے۔ مجازاً دوست۔ ساتھی ۱۲۔ ۴ فرخندہ پے۔ مبارک قدم ۱۲۔

رہا[۱] کردی مرا از قیدِ ہستی ۔۔۔ چو پیمودی پیاپے جامِ مے را
حماک[۲] اللہ عن شر النوائب ۔۔۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا
چو[۳] بیخود گشت حافظ کے شمارد ۔۔۔ بیک جو ملکتِ کاؤس و کے را

مثال غزل غیر مسلسل

رونقِ عہدِ شباب است دگر بستاں را ۔۔۔ می رسد مژدۂ گل بلبلِ خوش الحاں را
اے[۴] صبا گر بجوانانِ چمن باز رسی ۔۔۔ خدمتِ ما برساں سرو و گل و ریحاں را
اے[۵] کہ برمہ کشی از عنبر سارا چوگاں ۔۔۔ مضطرب حال مگردان منِ سرگرداں را
یارِ[۶] مردانِ خدا باش کہ در کشتی نوح ۔۔۔ ہست خاکے کہ بہ آبے نہ خرد طوفاں را
گر چنیں جلوہ کند مغبچۂ بادہ فروش ۔۔۔ خاکروبِ درِ میخانہ کنم مژگاں را
نشوی[۷] واقفِ یک نکتہ ز اسرارِ وجود ۔۔۔ تا نہ سرگشتہ شوی دائرۂ[۸] امکاں را

---

[۱] جب تو نے مجھے پے در پے جام شراب (عشق) پلائے تو تو نے مجھے قید ہستی سے آزاد کرا دیا یعنی میں عشق سے سرمست ہوگیا اور اپنے ہستی کو بھول گیا ۱۲ [۲] اللہ تجھکو حادثوں کی شر سے بچائے خدا تجھے دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں نیک بدلا دے۔۱۲ [۳] کاؤس - ایران کا ایک بہت بڑا بادشاہ تھا۔ کے شہنشاہ ایران میں چار بادشاہ کے مانے گئے ہیں۔ کے کاؤس- کیخسرو کیقباد- کیومرث یا کے لہراسپ ۱۲ [۴] جوانان چمن باغ کے درخت سرو گل- ریحان وغیرہ مراد از اصحاب رسول [۵] مہ سے استعارہ معشوق کے چہرہ سے ہے - عنبر سارا خالص عنبر کنایہ ہے زلف سیاہ سے۔ [۶] کشتی نوح سے مراد دنیا - خاکی سے مراد ذات پاک محمدی۔ مطلب یہ ہے کہ اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو اس لئے کہ اہل اللہ کے گروہ میں ایک ایسی ذات ہے جو رحمۃ للعالمین ہے کہ جس نے اپنی قوم کو کبھی حال میں تکلیف دینا نہیں چاہا - اولیا چونکہ ان کے تبع ہیں اس لئے ان کی ذات بھی سراسر رحمت ہے یا خاکے۔ آب کو نیاے مجہول پڑھو تو یہ مطلب ہے کہ اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو کہ تم ان کی صحبت سے تمکو وہ شرف حاصل ہوگا جو خاک کو حضرت نوح علیہ السلام کی صحبت سے ہوا کہ باوجود پانی کی موجودگی کے وہ وضو کی قائم مقام ہوئی [۸] دائرہ امکان دنیا ۱۲

ماہ کنعانی من مسند مصر آن تو شد[۱] — وقت آنست کہ بدرود کنی زندان را

در سر زلفین[۲] ندانم کہ چہ سودا داری — کہ بہم برزدہ گیسوے مشک افشان را

حافظا[۳] می خور و رندی کن و خوش باش ولے — دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

فائدہ۔ قصیدہ یا غزل میں جو سب سے بہتر شعر ہوتا ہے اس کو شاہ بیت کہتے ہیں۔

مثنوی۔ کے معنی ہیں تثنیہ کیا گیا۔ اصطلاح میں اُن اشعار کو کہتے ہیں جس میں دو دو مصرعے باہم مقفیٰ ہوں۔ اس کے ہر شعر کو بیت کہتے ہیں۔ اس کا ہر شعر جدا قافیہ رکھتا ہے۔

مثنوی کے لئے تمہید شرط ہے۔ اور ربطِ کلام واجب۔ اور اس کے دیباچہ میں کئی چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ حمد۔ مناجات۔ نعت۔ مدح سلطان زماں۔ تعریف سخن و سخنوراں۔ سببِ تالیف و تصنیف۔ ان سب باتوں کے موجد مولانا نظامی گنجوی ہیں۔

تمام اصناف شاعری میں سب سے زیادہ مشکل مثنوی ہے۔ فارسی میں تصوف کی مثنوی حضرت مولانائے روم کی۔ اور رزمیہ فردوسی طوسی کی جو شاہنامہ کے نام سے مشہور ہے) اور نظامی کا سکندر نامہ۔ اور اخلاقی مخزن اسرار نظامی۔ تحفۃ الاحرار جامی۔ مطلع الانوار خسرو۔ بہترین مثنویاں سمجھی جاتی ہیں۔

---

۱ ماہ کنعاں۔ یوسف علیہ السلام۔ یہاں مراد روح سے ہے مسند مصر سے مراد عالم علوی۔ زنداں سے مراد دنیا ہے الدنیا سجن المومن دنیا ایمانداروں کے لئے قید خانہ ہے۔ ۲ میں نہیں جانتا کہ تجھے زلف کی دھن میں کیا سودا ہو رہا ہے کہ تونے مشک افشاں بالوں کو پریشان کر رکھا ہے۔۱۲ ۳ اے حافظ تو شراب پی۔ رندی کر اور خوش رہ لیکن تو اوروں کی طرح (یعنی علمائے ظاہر کے مانند) قرآن کو مکر کا جال نہ بنا۔

مثنوی تصوف از مولانائے روم

بشنو از نے چوں حکایت می کند ... وز جدائیہا شکایت می کند[1]
کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند ... از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق ... تا بگویم شرح دردِ اشتیاق
ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش ... باز جوید روزگارِ وصل خویش

مثنوی عشقیہ زلیخائے جامی

الٰہی غنچۂ امید بکشا[2] ... گلے از روضۂ جاوید بنما
بخنداں از لبِ آں غنچہ باغم ... وزیں گل عطر پرور کن دماغم
دریں محنت سرائے مواسا ... بنعمت ہائے خویشم کن شناسا
ضمیرم را سپاس اندیشہ گرداں ... زبانم را ستائش پیشہ گرداں

---

[1] اے مخاطب تو نے سے سن کہ وہ کیسی حکایت بیان کر رہی ہے۔ اور بانس کے بیڑہ سے جدا ہونے کی شکایت کر رہی ہے۔ کہ جب سے مجھے بانسوں کے بیڑہ سے کاٹا ہے۔ میری فریاد سے عورت اور مرد فریاد کر رہے ہیں۔ میں ایسا سینہ چاہتی ہوں جو فراق سے پارہ پارہ ہو۔ تاکہ میں اشتیاق کے درد کی کیفیت بیان کروں۔ جو شخص اپنے اصل سے دور رہتا ہے۔ وہ اپنے وصل کے زمانہ کو پھر طلب کرتا ہے۔

[2] اے خدا تو امید کی کلی کھولدے یعنی میری امید پوری کر دے۔ تو ہمیشہ کے باغ سے ایک پھول دکھا۔ عطر پرور مہکتا ہوا۔ محنت سرا سے مراد دنیا ہے۔ سپاس اندیشہ شکر کرنے والا۔ ستائش پیشہ تعریف کرنے والا۔

مثنوی اخلاقی از تحفۃ الاحرار جامی

ملہ انچہ نگارد ز پے این رقم — بر سر ہر نامہ دو سیہ قلم
حمد خدائیست کہ از کلک کن — بر ورق باد نویسد سخن
چوں رقم او بود این تازہ حرف — جز بہ ستائش نتواں کرد صرف
لیک ستائش ز بیاں برتر است — ہر چہ زباں گوید ازاں برتر است

مثنوی رزمیہ از شاہنامہ فردوسی

ملہ تہمتن بپوشید ببر بیاں — نشست از بر ژندہ پیل ژیاں
بشد پیش توراں سپاہ او بجنگ — بغرید ہمچوں دمندہ نہنگ
چو در جوشن افراسیابش بدید — تو گفتی کہ ہوشش از تن ادرمید
ز جنگ دلیر و بازو و یال او — بگردن بر آوردہ گوپال او

رباعی۔ (اس کو ترانہ اور دوبیتی بھی کہتے ہیں اس کا واضع رودکی ہے) وہ چار مصرعے جن کا وزن اور قافیہ یکساں ہو۔ رباعی کے تیسرے مصرعے میں اگر قافیہ نہ ہو تو کوئی عیب نہیں۔ رباعی کا دوسرا شعر

ملہ قلم کا نقش جو کچھ اس تحریر کے لئے ہر نامہ کے سر پر لکھتا ہے وہ خدا کی تعریف ہے جو کن کے قلم سے ہوا کے ورق پہ سخن لکھتا ہے۔ جب یہ تازہ حروف اُس کی تحریر ہے تو اس حرف کو تعریف حق کے سوا اور کسی کام میں صرف نہیں کر سکتے۔ لیکن چونکہ انسان کلام تکلم خدا سے کرتا ہے اس لئے اس کلام کو خداوند تعالےٰ کی تعریف ہی میں صرف کیا جائے تو بہتر ہے۔ ملہ تہمتن۔ مرکب ہے تہم (قوی) اور تن (بدن) سے لقب ہے رستم کا۔ ببر بیاں رستم نے شیر ببر کے کھال کا ایک کورٹ بنا رکھا تھا۔ اس کا یہ نام تھا۔ ژندہ۔ مست۔ ژیاں۔ غضبناک۔ نہنگ مگرمچھ۔ جوشن زرہ۔ ہوش۔ قوت۔ بر۔ بدن۔ یال۔ گردن۔ گوپال۔ چھوٹا نیزہ

اول سے بلند ہونا چاہیئے۔ اور چوتھا مصرع سب سے بلند اور برجستہ ہونا چاہیئے۔ یہی مصرع رباعی کی جان ہے۔

تمام شعرا نے رباعیاں لکھی ہیں۔ مگر عمر خیام سے زیادہ کسی کی رباعیوں نے شہرت نہیں حاصل کی۔

رباعی سحابی

[۵۱] عالم بخروش لا الٰہ الا ہو است　　غافل بہ گماں کہ دشمن است ایں یا دوست

دریا بوجود خویش موجے دارد　　خس پندارد کہ ایں کشاکش با اوست

رباعی عمر خیام

[۵۲] نقشے است کہ بر وجود ما ریختۂ　　صد بوالعجبی ز ما بر انگیختۂ

من زاں بہ ازاں نمی توانم بودن　　کز بوتہ مرا چنیں فرو ریختۂ

فرد۔ وہ شعر جس کے دونوں مصرعوں میں سے ایک پر بھی قافیہ کا اطلاق نہ کر سکیں۔ اس لیے کہ اگر دونوں مصرعوں میں قافیہ ہوگا تو وہ شعر قصیدہ یا غزل کا مطلع ہوگا۔ اور جو مثنوی کا شعر ہوگا اُس کو بیت کہیں گے

---

[۵۱] ساری دنیا میں لا الٰہ الا ہو کا شور مچ رہا ہے غافل کو یہ گمان ہے کہ یہ شور دشمن کا ہے یا دوست کا (دوسرا شعر تمثیل میں ہے) دریا اپنے وجود میں ایک موج رکھتا ہے (یعنی دریا خود بخود موجیں مار رہا ہے) کوڑا کرکٹ سمجھتا ہے کہ یہ کھینچ تان اُسی کی وجہ ہے۔ دریا سے مراد ذات الٰہی کا جلوہ ہے اور خس سے مراد ہستی کائنات ہے۔ [۵۲] اے خدا ایک نقش ہے جو تو نے ہمارے وجود پر کھینچ رکھا ہے تو نے ہم سے سو عجائبات پیدا کر رکھے ہیں۔ میں اس وجہ سے اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کہ تو نے مجھے سانچہ میں ایسا ہی ڈھالا ہے (یعنی تو نے مجھے جیسا پیدا کیا ہے میں اُس سے کیسے بہتر ہو سکتا ہوں)۔

اور جو ان دونوں سے خارج ہو وہی فرد ہے۔ جیسے

اگر بہر سر موئیت دو صد ہنر باشد ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد

ترجیع بند و ترکیب بند۔ (ترجیع کے معنی لوٹا لینے کے ہیں)۔ اصطلاح میں یہ ہے کہ چند اشعار ہم وزن اور ہم قافیہ لکھ کر اُن کے بعد ایک شعر خاص اُسی وزن کا لائیں۔ ان سب کو بند کہتے ہیں۔ اگر ایسے کئی بند جن کے آخر میں ایک ہی خاص شعر ہو جمع کریں تو یہ مجموعہ ترجیع بند کہلائے گا۔ اور اگر ہر بند کے آخر کا شعر جدا ہو تو اس کو ترکیب بند کہیں گے۔

بند کے اشعار ۵ سے کم اور گیارہ سے زیادہ نہیں ہوتے۔

مثال ترجیع بند[1]

اے فدائے تو ہم دل و ہم جاں — وے نثار تو ہم ایں و ہم آں
دل فدائے تو چوں توئی دلبر — جاں نثار تو چوں توئی جاناں
[2]دوش از شورِ عشق و جذبۂ شوق — ہر طرف می شتافتم حیراں
[3]آخر کار شوق دیدارم — سوئے دیرِ مغاں کشید عناں
[4]پیر پرسید کیست ایں گفتند — عاشقِ بیقرار و سرگرداں
[5]گفت جامے دہیدش از مے ناب — گرچہ ناخواندہ است ایں مہماں
[6]ساقی آتش پرست و آتش دست — ریخت در ساغر آتشِ سوزاں

---

[1] یہ ترجیع بند "وحدت الوجود" میں ہے۔ [2] شور: زیادتی۔ [3] دیر مغاں: آتش پرستوں کا مندر۔ [4] پیر سے مراد پیر مغاں ہے۔ کنایہ ہے مرشد کامل سے۔ [5] مے ناب: خالص شراب۔ کنایہ ہے محبت اور عشق سے۔ [6] آتش دست: چالاک۔

چوں[51] کشیدم نہ عقل ماند نہ دیں — سوختہ ہم کفر ازاں وہم ایماں
مست[52] افتادم و دراں مستی — بزبانے کہ شرح آں نتواں
ایں[53] سخن می شنیدم از اعضا — ہمہ حق الورید والشریاں
کہ یکے ہست و ہیچ نیست جزاو
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو[54]

چشم[55] دل باز کن کہ جاں بینی — آنچہ نا دیدنی است آں بینی
گر[56] باقلیم عشق رو آری — ہمہ آفاق گلستاں بینی
آنچہ[57] بینی دلت ہماں خواہد — آنچہ خواہد دلت ہماں بینی
بے[58] سروپا گدائے آنجا را — سر بملک جہاں گراں بینی
دل[59] ہر ذرہ کہ بشگافی — آفتابیش در میاں بینی
جاں[60] گدازی اگر بہ آتش عشق — عشق را کیمیائے جاں بینی
در[61] مضیق جہات در گذری — وسعت ملک لا مکاں بینی

---

۵۱ کشیدم۔ خوردم۔ ۵۲ مست افتادم۔ میں مست ہوگیا۔ ۵۳ الورید والشریاں۔ رگ اور دھڑکنے والی رگ جس کو لوگ جان بھی کہتے ہیں۔ ۵۴ وحدہ لا الٰہ الا ہو۔ وہ ایک ذات ہے نہیں ہے پوجنے کے قابل لیکن وہ۔ ۵۵ جان سے مراد جلوۂ ذات حق۔ ۵۶ روبی آری۔ توجہ کرے گا۔ اگر تو عشق کی ملک کی طرف توجہ کرے گا تو تو سارے جہان کو گلستاں (حقیقت) دیکھے گا۔ ۵۷ تو وہاں جو کچھ دیکھے گا وہی تیرا دل چاہتا ہے جس کو تیرا دل چاہتا ہے تو وہی دیکھے گا۔ ۵۸ بے سروپا۔ مفلس۔ ۵۹ تو جس ذرہ کے دل کو چیر کر دیکھے گا تو تجھے اس میں جلوۂ آفتاب حقیقت نظر آئے گا۔ ۶۰ اگر تو آتش عشق سے جان گھلائے گا تو تو عشق کو جان کی کیمیا پائے گا رحمی جان کے اعلیٰ ترقی کا ذریعہ عشق الٰہی حاصل کرتا ہے۔ ۶۱ مضیق جہات۔ (طرفوں کی تنگ جگہ) کنایہ ہے دنیا سے۔

[۱] آنچه نشنیده گوش آن شنوی — آنچه نادیده چشم آن بینی
[۲] تا بجائے رسانندت که یکے — از جہان و جہانیان بینی
[۳] با یکے عشق ورز از دل و جان — تا بہ عین الیقین عیان بینی
که یکے ہست و ہیچ نیست جزاو
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو

ترکیب بند از سلمان ساوجی

[۴] اے ذروۂ لامکاں مکانت — معراج ملائک آستانت
[۵] سلطانی و عرش تکیہ گاہت — خورشیدی و ابر سایہ بانت
[۶] تا نیست فلک زکار گاہت — مرغیست ملک تو آشیانت
[۷] کوثر عرقیست از جبینت — طوبیٰ ورقی ز بوستانت
[۸] ہر چند کہ پرورید تقدیر — در دامن آخر الزمانت

---

[۱] تو وہ سنے گا جو کسی کان نے نہیں سنا ہے تو وہ دیکھے گا جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ہے [۲] وہ تجھے ایسے مقام پر پہونچاوے گا جہاں تو جہاں اور جہاں والوں کو ایک دیکھے گا یعنی تجھے مرتبہ ہمہ اوست حاصل ہوجائے گا۔ [۳] تو خدا کی ایک ذات کا عشق دل و جان سے حاصل کرتا کہ تو اس کی ذات پاک کو یقین کے آنکھوں سے دیکھ سکے۔ عین الیقین۔ کسی چیز کو آنکھ سے دیکھکر یقین کرنا۔ [۴] ذروہ۔ کنگرہ۔ لامکاں۔ بالائے عرش۔ معراج۔ سیڑھی۔ انتہائی ترقی۔ [۵] تو بادشاہ ہے اور تیری تکیہ گاہ عرش ہے تو آفتاب ہے اور ابر تیرا سایہ بان ہے۔ [۶] کارگاہ۔ کارخانہ۔ [۷] کوثر۔ بہشت کی ایک نہر۔ طوبیٰ بہشت میں ایک بیری کا درخت ہے۔

[۸] ہر چند کہ تقدیر (حکم الٰہی) نے آپ کو آخری زمانہ کے دامن میں پالا ہے یعنی سب نبیوں اور رسولوں کے آخر میں پیدا کیا ہے۔

فرزند[۵۱] نخست فطرت تو — نقش است طفیل آسمانت

آں[۵۲] قرص مہ کہ چاردہ شب — خوردو دونیم شگافت یک بنانت

تو[۵۳] خانۂ شرع را چراغی — عالم ہمہ روشن از زبانت

تو[۵۴] گنج دو عالمی ازاں روے — کردند بخاک در نہانت

از[۵۵] لست صلات در حق ما — از ما صلوات بر روانت

یا[۵۶] قوم علی النبی صلوا

توبوا[۵۷] تضرعوا و ذلوا

بابا[۵۸] ے شفیق ہر دو عالم — فرزند خلف تریں آدم

خاتم[۵۹] انبیاست زاں سنگ — بر سینہ بہ بست ہچہ خاتم

اے[۶۰] نجم سپہر تو کلیم عمراں — وے پیش روت مسیح مریم

۵۱ یعنی تو فطرت کا پہلا بچہ ہے۔ حدیث میں ہے اول ما خلق اللہ نوری۔ خدا نے سب سے پہلے جو چیز پیدا کی وہ میرا نور تھا۔ آسمان تیرا طفیلی بچہ ہے۔ حدیث قدسی ہے لولاک لما خلقت الافلاک اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔ ۵۲ قرص مہ۔ گردہ۔ اس شعر میں معجزۂ شق القمر کی طرف اشارہ ہے۔ رسول اللہ صلعم کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تھے۔ ۵۳ تو شرع کے گھر کا چراغ ہے ساری دنیا تیری زبان (کلام) سے روشن ہے۔ ۵۴ اس شعر میں حسن تعلیل ہے۔ تو دونوں جہاں کا خزانہ ہے اس لئے تجھے خاک میں چھپا دیا ہے خزانہ زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔ ۵۵ ہمارے حق میں تجھ سے رحمتیں ہوئی ہیں۔ ہماری طرف سے تجھ پر درود ہو۔ ۵۶ اے قوم! اس نبی پر درود بھیجو۔ تم توبہ کرو۔ زاری کرو۔ گڑگڑاؤ۔ ۵۸ بابائے شفیق مہربان باپ۔ چونکہ رسول اللہ صلعم کی ذات پاک تمام انسانوں سے افضل ترین ہے۔ اس لئے آپ کو فرزند خلف تریں آدم کہا ہے۔ ۵۹ خاتم انبیا لقب حضرت محمد صلعم ہے۔ آپ پر نبوت اور رسالت ختم ہو گئی ہے آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ خاتم۔ مہر۔ رسول اللہ صلعم کے پشت پر بخط نور "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی مہر تھی۔ ۶۰ کلیم عمراں حضرت موسیٰ۔ عمران آپ کے دادا کا نام تھا۔ مسیح لقب ہے حضرت عیسیٰ کا (بہت سیر کرنے والا) آپ بہت سیر و سیاحت کرتے تھے اس لئے آپ کا یہ لقب رکھا گیا۔ مریم حضرت عیسیٰ کی ماں کا نام تھا

۵۱ در ذیل محمدی زد ایں دست — از دولت احمدی زد آں دم
۵۲ زیں شد دم آنچناں مبارک — واں شد کف ایں چنیں مکرم
۵۳ از پیش مریمی موخر — بر عالم و آدمی مقدم
۵۴ سلطان دو عالمی و ہستت — ملک ازل و ابد مسلم
۵۵ باغیست فضائے کبریایت — بیروں ز ریاض سبز طارم
۵۶ ترکان سفید روئے بلغار — ہندوئے دو نرگس سیاہت
۵۷ ذی اجنحہ لشکر جناحت — قلب فقرا بود سپاہت
با مجرم و عاصیم و زاریم — امید بلطف غفار خواہت
۵۸ با آنکہ ہزار کوہ کاہیست — با صرصر قہر کوہ کاہست
۵۹ سلطان رسل سراج ملت
ہادی سبل شفیع امت

---

۵۱ ذیل - دامن۔ ۵۲ دم آنچناں زیں آنچناں کا مشارٌ الیہ حضرت عیسیٰؑ ہیں آپ کے دم سے بیمار تندرست، اور مردے زندہ ہوجاتے تھے۔ کف ایں چنیں میں ایں چنیں کا مشارٌ الیہ حضرت موسیٰ ہیں آپ جیب گریباں سے ہاتھ نکالتے تھے تو وہ آفتاب کی طرح روشن ہوجاتا تھا۔ یعنی حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ کو معجزے عطا ہوئے تھے وہ سب آنحضرت صلعم ہی کا معجزہ تھا۔ ۵۳ آنحضرت صلعم حضرت عیسیٰؑ کے بعد عالم وجود میں تشریف لائے تھے۔ حالانکہ آپ سب سے پہلے پیدا کئے گئے تھے۔ جیساکہ اوپر لکھا گیا ہے۔ حدیث میں ہے کنت نبیا و آدم لمنجدل بین الماء والطین میں نبی تھا۔ حالانکہ آدمؑ آب و گل ہی میں تھے۔ ۵۴ آپ دونوں عالم کے بادشاہ ہیں ملک ازل اور ملک ابد آپ کے لئے مسلّم ہے۔ ۵۵ قضا - میدان وسیع - سبز طارم - کنایہ ہے آسمان سے۔ ۵۶ بلغار - ظلمات کے پاس ایک شہر ہے سکندر نے اُس کو بنایا تھا ۱۲۔ ۵۷ ذی اجنحہ بازو والے مراد ہے فرشتوں سے جناح - ہراول۔ ۵۸ صرصر تیز آندھی۔
۵۹ رسل رسول کی جمع۔ سبل - سبیل کی جمع راستہ - ہادی - رہنما۔ ملت - مذہب ملل جمع۔

قطعہ۔ (اس کو قطعہ اس لئے کہتے ہیں کہ مطلع سے قافیہ قطع کر لیا گیا ہے) اگر کسی قصیدہ یا غزل کا مطلع دور کر دیں تو قطعہ رہ جائے گا۔ قطعہ میں دو شعر سے کم نہیں ہوتے۔ زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ اور اس کا مضمون قصیدہ کی طرح مسلسل ہوتا ہے۔ فارسی میں قطعات سب سے بہتر ابن یمین کے مانے گئے ہیں۔

قطعہ

دوش رفتم جانب گور غریباں یک طرف دیدم آں جا سر بصحرا دادۂ شوریدہ حال
بر سر بالین یک تربت فتادہ مست وار در بیان بیخودی میداشت این قال و مقال
شد کجا اے خفتگان خاک حسرت این زماں تاج و تخت و دولت و اقبال و جاہ و ملک و مال
از متاع دار دنیا چیست در دست شما جز دریغ و حسرت و افسوس و اندوہ و ملال
گر تو فائق پیش بینی در عمل کن چار چیز خوردن و پوشیدن و بخشیدن و فکر مآل

قطعہ

رزق ہر چند بے گماں برسد شرط عقل است جستن از درہا
گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد تو مرو در دہان اژدرہا

مستزاد۔ رباعی کے ہر مصرعے کے بعد ایک دو لفظ بڑھا دیں۔ یہ زائد الفاظ رباعی ہی کے وزن کے اجزا ہوتے ہیں۔ اور شعر اصلی کا مضمون اس پر منحصر نہیں ہوتا۔ جیسے

رباعی مستزاد

ہر چند کہ گلعذار دہر اندیشے با رنگ و صفا
مثل تو بہ نیکوئی نہ دیداست کسے اے عشوہ نما
پا سے تو غیر از یں کہ جان افشانم اے یار عزیز

مارا بتو دریچ ہوا و ہوسے   برخیزو بیا

رباعی مستزاد

اے آنکہ ہمیشہ بے کساں را تو کسی   ہنگام سخن
وارد کرمت بہ بیکساں ہم نفسی   چوں روح بہ تن
من ہم باُمید در گہت آمدہ ام   با توشۂ عجز
فریاد رسا اگر بدادم نرسی   پس وائے بمن

مسمط۔ تسمیط سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں موتیوں کا لڑی میں پرونا۔ اور اصطلاح میں چند ایسے مصرعوں کے جمع کرنے کو کہتے ہیں کہ وزن اور قافیہ میں کسی شعر کے مصرع اول سے متفق ہوں۔

اگر کسی شعر کے مصرع اصلی پر ایک مصرع بڑھائیں تو اس کو **مثلث** کہیں گے۔ دو بڑھائیں تو **مربع**۔ تین بڑھائیں تو **مخمس**۔ چار بڑھائیں تو **مسدس**۔ پانچ بڑھائیں تو **مسبع**۔ چھ بڑھائیں تو **مثمن**۔ سات بڑھائیں تو **متسع**۔ آٹھ بڑھائیں تو **معشر**۔ اس طرح کے جتنے مصرعے ہم وزن اور ہم قافیہ جمع کریں اُن میں باہم لفظی اور معنوی مناسبت ہونی چاہیئے۔ اور اول سے آخر تک سب ایک صورت کے ہوں۔ جدا نہ معلوم ہوں۔ مثالیں حسب ذیل ہیں۔

مثلث

اے قبلۂ دیں و کعبۂ حق   ذاتت تو سمی[۱] ذات مطلق
کم مثل تو زیر چرخ ازرق

[۱] سمی ہم نام ۲ ذات مطلق سے مراد ذات حق۔ چرخ ازرق۔ نیلا آسمان۔

محکوم[1] تو آسماں خراب است　　مملوک تو مالک الرقاب است
دہر از حشمت سمند[2] ابلق

مربع

نالہ مرغاں شدہ بر فلک از ہر طرف　　باغ شدہ چوں صنم باد شدہ چوں سمن
ابر بوقت بہار چوں کہ کشو واست کف　　ژالہ نگر چوں گہر لالہ سراسر صدف

مخمس

روش دیدم دلبرے مہ پارۂ　　مہر چہرے مہوشے سیارۂ
ید بدوشش عقرب جرارۂ　　دیگرے بر جانبیر رخسارۂ
ہر دو جویان دل آوارۂ

بارہا در شہرہا جوئیدہ ام　　بارہا در دشتہا پوئیدہ ام
بارہا در باغہا بوئیدہ ام　　بارہا در راغہا روئیدہ ام
تا بہارت را کنم نظارۂ

مخمس دیگر

مردم چشم غزالم بر مبیدن بیتاب　　قطرۂ آب سرشکم بچکیدن بیتاب
لالہ داغ فراقم بہ دمیدن بیتاب　　شعلہ آتش عشقم بہ تپیدن بیتاب
پا بدامم و در شوق دویدن بیتاب

مسدس

شد نسیم سحری باز ہوا دار چمن　　گشت شاخ گل او رنگ خس و خار چمن
داغ فردوس برین گرمی بازار چمن　　سایۂ بال ہما سایۂ دیوار چمن

---

[1] محکوم خادم ماتحت۔ مملوک غلام۔ مالک الرقاب گردنوں کا مالک۔ [2] سمند ابلق ابلق گھوڑا۔ مراد دنیا سے رات کی سیاہی اور دن کی سپیدی کے لحاظ سے۔

روشن باغ ز انبوہیِ نسرین و بہار
کہکشاں ریختہ گوئی بفضائے گلزار

مسبع

بہار خانہ بر اندازِ عاشقاں آمد — بہ بوستانِ شکیب و خرد خزاں آمد
ہوائے بادیہ در ہر سرِ جواناں آمد — نشانِ تفرقہ پیدا بہ ہمگناں آمد
لبِ خموش مرا باز در فغاں آمد — ز شہر و خانہ دلم تنگ دوستاں آمد
کجاست وادیِ مجنوں نشاں دہید مرا

مثمن

دوستاں حالِ دلِ زار مرا گوش کنید — یک شب افسانۂ بیمار مرا گوش کنید
قصۂ دیدۂ خونبار مرا گوش کنید — تپشِ آہِ شرربار مرا گوش کنید
شرحِ درد و غمِ بسیار مرا گوش کنید — ماجرائے ستمِ یار مرا گوش کنید
چو رود از من بیگانہ دل و صد پارہ نمود
آہ ایں شیشہ سزاوارِ سرِ سنگ نبود

مسبع از منوچہر

ہمی گردد صبا پیرامنِ گل — ہمی ورزد ز گل پیراہنِ گل
ہوا گر نیست عاشق بر تنِ گل — چرا بندد گہر بر گردنِ گل
بہ پنہاں گشتہ بستاں معدنِ گل — دلِ مستاں خوشاں از چیدنِ گل
نجنبد مرغ جز بر دامنِ گل — جہاں روشن رواں از دیدنِ گل
خروشاں عندلیب از شاخِ عرعر

معشر از جوہری زرگر

اے بہنگامِ شجاعت چوں علیِ مرتضیٰ — صد چو رستم پیشِ تو جبت زال [illegible]

رفوۂ خصم تو ہر یک اژدہائے جانگزا | در درونِ وے سنانت چوں زبانِ اژدہا

بر سرِ خوانِ نوالت چرب بقراطی سہا | مطبخت را مہر و مہ ہر دو دست سنگ آسیا

خاک درگاہت مس آرزو اہل را کیمیا | طپش دریائے کفت غرق عرق ابر از حیا

بحر از رشک گفت دیوانہ گر نبود چرا
بر سرِ شورشے پیدا شود چوں بنگری

باب ششم علم بیان

علم بیان۔ اُن قاعدوں کا جاننا جن کے لحاظ رکھنے سے ایک بات کو کئی طریقہ سے بیان کر سکتے ہیں۔ اُن میں سے بعض طریقہ کی دلالت مطلب پر واضح ہوگی۔ اور بعض کی بہت ہی واضح۔

دلالت کی تعریف اور اُس کی قسمیں

دلالت۔ کسی چیز کا ایسی حالت پر ہونا کہ اُس کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آئے۔ جیسے دھوئیں سے لازم آتا ہے کہ آگ ہو اس لئے دھواں آگ پر دلالت کرتا ہے۔

جو دلالت کرتا ہے اُس کو **دال** (دلالت کرنے والا) اور جس پر دلالت کرے اُس کو **مدلول** (دلالت کیا گیا) کہتے ہیں۔ جیسے اس مثال میں دھواں دال ہے۔ اور آگ مدلول۔

دلالت کی تین قسمیں ہیں۔ وضعی۔ تضمنی۔ التزامی۔

وضعی۔ لفظ اُس معنی پر دلالت کرے۔ جس کے لئے بنایا گیا ہے

جیسے انسان کی دلالت ہے حیوان ناطق پر۔
تضمنی۔ لفظ جس معنی کے لئے بنایا گیا ہے اُس کے ایک جزو پر دلالت کرے۔ جیسے انسان کی دلالت تنہا حیوان پر۔ یا حیوان کی دلالت جسم پر۔
التزامی۔ لفظ ایسے معنی پر دلالت کرے کہ نہ وہ اس معنی کے لئے بنایا گیا ہو نہ وہ اُس لفظ کے کل معنی کا جزو ہو۔ بلکہ یہ معنی اُس کے لئے خارج سے لازم ہو گئے ہوں۔ جیسے انسان بول کر ہنسنے والا مراد لیں۔
فائدہ ۱۔ دلالت وضعی کو مطابقی بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اُس میں لفظ اور معنی میں مطابقت ہوتی ہے۔ اور دلالت تضمنی اور التزامی کو دلالت عقلیہ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ دلالت تضمنی میں عقل اس بات کا حکم کرتی ہے کہ جب کل ذہن میں حاصل ہو گیا تو جزو بھی ذہن میں آ جاتا ہے۔ اور دلالت التزامی میں عقل اس بات کا حکم لگاتی ہے کہ جب ایک جزو کا علم ذہن کو ہوا تو اُس کے لوازمات بھی ذہن میں آ جاتے ہیں۔ مثلاً جب شیر کو جانا تو اس کا خیال بھی ذہن میں آجائے گا کہ وہ درندہ ہے۔
فائدہ ۲۔ مطلب کی وضاحت کی کمی بیشی معنی وضعی میں نہیں ہو سکتی۔ غیر وضعی میں ہوتی ہے۔ اس لئے جب لفظ معنی وضعی پر دلالت کرے تو کسی قاعدہ کی ضرورت نہیں۔ معنی غیر وضعی میں جب لفظ بولا جائے تو اُس کے لئے قاعدہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہذا اسی کے قاعدے علم بیان میں ذکر کئے جاتے ہیں۔
اس علم کا موضوع لفظ ہے۔ اور اس کی غرض یہ ہے کہ دلالت عقلی جس معنی کو بتلاتی ہے وہ اچھی طرح سمجھ میں آ جائے۔ اور اُس سے فائدہ حاصل کرنے کی استعداد حاصل ہو جائے۔

معنی کے اعتبار سے لفظ کے اقسام

لفظ کی چار قسمیں ہیں۔ تشبیہ۔ استعارہ۔ مجاز مرسل۔ کنایہ۔

۱۔ تشبیہ کا بیان

تشبیہ ۔ وہ جدا جدا چیزوں میں سے ایک کو دوسرے سے کسی وصف میں مشابہت دینے کو کہتے ہیں۔ خواہ وہ وصف مذکور ہو یا نہ ہو۔

تشبیہ میں چار چیزیں ہوتی ہیں۔ مشبہ۔ مشبہ بہ۔ وجہ شبہ۔ حرف تشبیہ

۱۔ مشبہ۔ وہ جس کو تشبیہ دیں۔ ۲۔ مشبہ بہ۔ وہ جس سے تشبیہ دیں۔
۳۔ وجہ شبہ۔ جس سبب سے تشبیہ دیں۔ ۴۔ حرف تشبیہ۔ وہ جو مشابہت کو بتلائے

جیسے "رویت ہمچو ماہ است"۔ میں رو مشبہ ہے اور ماہ مشبہ بہ۔ اور ماہ کی روشنی اور چمک وجہ شبہ۔ اور ہمچو حرف تشبیہ۔ مثلاً۔

چہ قیامت است جاناں کہ بعاشقاں نمودی ۔۔۔ رخ ہمچو ماہِ تاباں دل ہمچو سنگِ خارا
مرا چوں خلیل آتشے در دل ست ۔۔۔ کہ پندارم ایں شعلہ برمن گل است
چو یعقوبم ار دیدہ گر دو سپید ۔۔۔ نہ بُرّام ز دیدار یوسف اُمید

تشبیہ کے لئے مشبہ اور مشبہ بہ میں مغائرت ہونا لازم ہے۔ یعنی دونوں کو ایک جنس سے نہ ہونا چاہئے۔ اور تشبیہ ادنیٰ کی اعلیٰ سے دینا چاہئے۔ لیکن اعلیٰ کی ادنیٰ سے بھی جائز ہے۔ جیسا نظامی کے یہ اشعار ہیں۔

بشاہ وجودش آں فروزاں آفتاب است ۔۔۔ کہ ذرہ ذرہ از وے نوریاب است

ملک یہ شعر باری تعالیٰ عز اسمہٗ کی تعریف میں ہے۔

تاج[۱] تو افسوس کہ از سر بہ است ‏ ‏ ‏ جُل ز سنگ و تو برہ از خر بہ است

تشبیہ کا فائدہ - یہ ہے کہ کلام میں ایک طرح کی لطافت اور خوبی پیدا ہو جاتی ہے۔

فائدہ - تشبیہ میں مشبہ اور مشبہ بہ میں سے ایک کو ادنیٰ دوسرے کو اعلیٰ ہونا ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ تشبیہ نہیں ہے اس کو تشابہ کہیں گے۔

تشبیہات

چونکہ تشبیہات و استعارات وہی استعمال کئے جا سکتے ہیں جن کو فصحا نے استعمال کیا ہو۔ اس لئے بعض وہ تشبیہات جن کو فصحاے اہل فارس نے استعمال کیا ہے یہاں لکھے جاتے ہیں۔

تشبیہ قامت - سرو - صنوبر - شمشاد - سروِ رواں - سروِ آزاد - سروِ خراماں - سروِ ناز - سرو سہی - طوبیٰ - شاخ طوبیٰ - شاخِ گل - قیامت - نخل - نہال - تیر - جیسے گلبنِ باغِ جناں -

تیر قدے بر سر پیرے نزند ‏ ‏ ‏ گفتت پیازی کہ کمانت بچند

از ہر النقش کہ در نظر بود ‏ ‏ ‏ سرو قدِّ یار جلوہ گر بود

ع - قیامت قامتے گلگوں عذارے ع - قامت او گلبنِ باغِ جناں -

تشبیہ خرام - بہار - برق - نسیم صبح - نسیم سحر - باد صبا - شمیم گل - نرمی رفتار - آب -

---

[۱] اس شعر میں نظامی نے انسان کی شرافت کو بیان کیا ہے - مراد اس سے یہ ہے کہ انسان میں جو یہ تمام بزرگیاں ہیں یہ اس کا ہرگز مستحق نہیں ہے - تاج - جُل - توبرہ سے شرافت مراد لیا ہے - اور تو - سنگ - خر سے ذات انسانی - ۱۲

تشبیه موی سر - شب - نیم شب - شب دیجور - شب یلدا - ظلمات - مشک - عنبر - دام - شام - دام مشکیں - ابر سیه -

؎ موی سر تو شب بود و روت آفتاب   از تاب آفتاب دل شب دو نیم شد

؎ نیّر از فرق آن خورشید پرتو فشاند   در نیم شب پیدا مه نو

تشبیه فرق - راه ظلمات - خط استوا - خط کهکشان - برق رخشان

ظهوری ؎ ز فرق او یقین بر خاص و عام است   که خط استوا بالائے شام است

؎ آن فرق در موی تو بر سر عجب افتاد   برقیست درخشنده که در نیم شب افتاد

؎ فرقت از موی نمایاں شده ای رشک ملک   چون خط نقره که ظاهر شود از روی محک

تشبیه زلف و کاکل و گیسو - سنبل - دستهٔ سنبل - ریحان - کمند - زنجیر - طناب - مشک - شام - حبش - تازیانه - مار - عقرب - عنبر سارا - عقرب جراره - رشته - رسن - لام - میم - چوگان - چلیپا - ابر سیاه - دام - قلاب - هند - هندو - خطا - ختن - تاتار - چین - کافر - حبشه -

؎ پریشان چون کند یارم شکنج زلف چلیپا را   کند آشفته هر جا مجمع خاصه دل ما را

جامی ؎ زلف تو زنجیر یا قلاب یا مشک ختن   سنبل تر یا سمن یا عنبر سارا است این

؎ بمن بنمود آن عارض و زلف   یعنی که چه رو هست قمر در عقرب

نظیری ؎ ای زلف خوشت که دل پسند افتادست   بر قامت سرو ست چو کمند افتاد است

صائب ؎ سایه تا افتاد زان مشکیں سلاسل بر زمیں   آیهٔ رحمت مسلسل گشت نازل بر زمیں

شیدا ؎ زلف او را رشتهٔ جاں گفتم و گشتم خجل   زانکه این معنی چو زلفش پیچ پیچ افتاده است

تشبیه رخ - ماه - آفتاب - شمع - چراغ - کعبه - مصحف - گل - شعله - مشعل - شعلهٔ طور - تجلی طور - صبح - روز - گلستان - باغ ارم -

ع - رخسار دلفروزت باشد مہ مبارک

؎ جای سیاہ عارض است این یا قمر یا لالۂ حمراست این — یا شعاع شمس یا آئینہ دلہاست این

تشبیہ خال - ہندو - شکر انہ - سپند - نقطۂ سویدا - مردمک - حجر الاسود - تخم سپند - حبشی نژاد - زنگی بچہ

؎ اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دلِ ما را — بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

تشبیہ جبیں - آئینہ - صبحِ تابان - لوحِ محفوظ - ماہ - ہلال - بدر - خورشید - زہرہ - مشتری - سہیل -

؎ لوحِ سیمیں یا تجلی یا جبیں یا صبحِ نور — شعلۂ طورِ تجلی یا یدِ بیضاست این

تشبیہ جبیں پیشانی - تیغ - رگِ گل - لوح -

تشبیہ ابرو - محراب - ہلال - کمان - قوسِ قزح - ذوالفقار - شمشیر - خنجر - حلقۂ کمند - طاق - گنبد - نون -

ع - قربان کمانخانۂ ابروے کسے بود

؎ رخسارِ دلفروزت باشد مہ مبارک — شبہائے طاقِ این ماہ آن ابروانِ طاق است

تشبیہ چشم - بادام - نرگس - ترک - ہندو - زہرہ - سامری - ساحر - جادو - فسون - ساغر - جام - ساغر - آہو - غزال - صیاد - علت -

ع - غلام نرگس مستِ تو تاجداراند - ع - بادامِ تو دوش تا غنودہ -

؎ افتادہ است خالِ تو در چشمِ شوخِ تر — این نافہ پیش پیش رود از غزالِ تو

بآہو نسبتِ چشمش چو دادم چین برابرو زد — کہ چشمِ شیرگیرِ من ندارد ہیچ آہوئے

آن نرگسِ بیمار عجب ہوش رباے ست — این ظالمِ مظلوم نما طرفہ بلاے ست

تشبیہ مژگان - خنجر - تیغ - سنان - نیزہ - تیر - خار - سوزن - چنگال - خدنگ - پیکان - نیش - نشتر -

تشبیہ گردن - صراحی - دستۂ عاج - بیاض صبح - گردن آہو -
تشبیہ لب - غنچہ - رگ گل - پستہ - آب حیات - موج کوثر -
موجِ تسنیم - موجِ شراب - رشتۂ جاں - مسیحا - شہد - شکر - نبات -
قند - لعل - یاقوت - عقیق - مرجان - ہلال - آتشِ خاموش -
تشبیہ خط - بنفشہ - سبزہ - ریحان - زمرد - خط ریحان - خط غبار -
خضر - سبزہ - مورچہ - ہالہ - زنگ - حبش - عنبر - مشک - جدولِ مشکیں
جدولِ زر نگاری - ع - بنفشہ رستہ بر رخسار او گوئی -
تشبیہ دہن - غنچہ - پستہ - انگشتری - جوہر فرد - نقطۂ موہوم -
صفر - عدم - صدف - قطرہ - تنگ شکر - حقۂ مروارید - حقۂ مرجان -
حقۂ یاقوت - میم - کوزۂ نبات -
تشبیہ دنداں - گوہر - دُر - ژالہ - الماس - انجم - دانۂ انار -
عقد گوہر - سلکِ دُر - کمال اسمعیل ؎

روبیت دریائے حسن و لعلت مرجاں زلفت عنبر صدف دہن دُر دنداں
ابرو کشتی چیں پیشانی موج گرداب بلا غبغب و چشمت طوفاں

تشبیہ خندہ و تبسم - برق - لمعۂ برق - غنچۂ نیم شگفتہ -
تشبیہ سر انگشت حنائی - غنچہ - گل - فندق - عناب - گل اورنگ
تشبیہ پنجۂ حنائی - آفتاب سحر - پنجۂ مرجان - پنجۂ گل -
لطف و سخا - ابر - دریا - کوثر - چشمہ - بہشت آبحیات باران رحمت
تشبیہ خُلق - مشک - کافور - نسیم سحر - باد بہار - شمیم گل - عطر -
تشبیہ قہر و غضب - برق - آتش - دوزخ - باد سموم - باد مرگ -
صور - قیامت - باد خزاں -

تشبیہ کے اقسام اوّل

تشبیہ کی پانچ قسمیں ہیں۔ مشروط۔ عکس۔ تسویہ۔ اضمار۔ تفضیل۔

۱۔ تشبیہ مشروط۔ جس میں تشبیہ کسی شرط پر موقوف ہو جیسے

چوں تو بباغ بگذری گل نہ رسد بہ بوسہ تو ۔ لیک بقامت رسد سرو اگر رواں شود

نظامی؎ چو بلبل اسیری بپابند آدمی زو ۔ چو شہباز شیر باشد عنبریں مو

خسرو؎ ماہی ار ماہ فلک را از کمال ابرو بود ۔ سروی ار سرو سہی را عنبریں گیسو بود

۲۔ تشبیہ عکس۔ ایک دفعہ مشبہ کو مشبہ بہ کر دیں۔ پھر مشبہ بہ کو مشبہ۔ جیسے

شام گردد چو صبح زرد لباس ۔ صبح گردد چو شام تیرہ شعار

سعدی؎ گلے ہمچو گل در کفِ دستِ شاہ ۔ گلے ہمچو گل در کفِ دست شاہ

۳۔ تشبیہ تسویہ۔ اپنی اور محبوب کی ایک ایک چیز کو مشابہ کریں جیسے

دہانِ تو چو دلِ زارِ عاشقت تنگ است ۔ تنش چو موئے میانِ تو لاغری دارد

عبدالواسع جبلی؎ پشت خم دیدہ من ہم نیست چو ابروئے تو ۔ چشم شوریدہ ام ہم صفت حال منست

۴۔ تشبیہ اضمار۔ ظاہر کلام ایسے ڈھنگ سے ہو کہ معلوم ہوتا ہو کہ تشبیہ مقصود نہیں ہے۔ مگر حقیقت میں تشبیہ ہو۔ جیسے۔

عاشق اگر نیم چرا غنچہ دریدہ پیرہن[1] ۔ کشتہ اگر نیم چرا لالہ بخوں زدہ کفن

؎ گر سرو توئی چرا است پایم در گل ۔ ور لالہ توئی بر دل من داغ چرا است

۵۔ تشبیہ تفضیل۔ ایک چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دیں۔

---

[1] یعنی میں عاشق مثل غنچہ دریدہ پیرہن ہوں۔ اور مثل لالہ خون میں غرق ہوں۔ بظاہر یہ تشبیہ نہیں معلوم ہوتی مگر حقیقت میں یہ تشبیہ ہی ہے۔

پھر مشبہ کو مشبہ بہ پر ترجیح دیں۔ جیسے

سرو را قدِ یار می گویند سرو چو بلیست تا ترا سشیدہ

پیش خط تو غالیہ مشکناب چیست آنجا کہ روئے تست مہ و آفتاب چیست

تشبیہ کے دیگر اقسام مشہورہ

۱۔ وجہ شبہ کے ذکر اور حذف کے اعتبار سے تشبیہ کی دو قسمیں ہیں

تشبیہ مفصل۔ تشبیہ مجمل۔

تشبیہ مفصل۔ اس کو کہتے ہیں جس میں وجہ شبہ مذکور ہو۔ جیسے زید در شجاعت شیر است۔ یہاں شجاعت جو وجہ شبہ ہے مذکور ہے یا جیسے یہ اشعار ؎

لغزد خرد زلعل تو چوں از شراب پائے لرزد دلم ز چشم تو چوں از خمار دست

دونوں مصرعوں میں وجہ شبہ لغزیدن اور لرزیدن ہے ؎

یہاں پیمانہ را مانند بعینہ کہ چوں پرشد تہی گردد بہ یکبار

اس شعر میں وجہ شبہ تہی گشتن اور پرشدن ہے۔

تشبیہ مجمل۔ وہ جس میں وجہ شبہ مذکور نہ ہو جیسے زید شیر است یہاں شجاعت جو وجہ شبہ ہے مذکور نہیں۔ یا جیسے یہ اشعار۔

کفش راحت دہِ ہر ممتنف اندیش نہادہ مرہمے بر ہر دلِ ریش

قدش را دیدہ ام تیغ کشیدہ لبش را دیدہ ام چوں گل دریدہ

۲۔ وجہ شبہ کے قرب و بُعد کے اعتبار سے تشبیہ کی دو قسمیں ہیں۔ قریب۔ بعید

تشبیہ قریب۔ وہ ہے جس میں وجہ شبہ جلد سمجھ میں آ جائے ایسی تشبیہ مبتذل کہلاتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں وجہ شبہ صرف

ایک ہوتی ہے۔ اور اُس کو مشبہ بہ سے نسبت قریبہ ہوتی ہے۔ اور مشبہ بہ کو اکثر لوگ سمجھ لیتے ہیں۔ جیسے رات کی تشبیہ قبر سے۔ اور سپیدی کی شہد یا برف سے اور زلف کی رات سے اور چہرۂ روشن کی آفتاب سے یا آفتاب کی آئینہ سے جیسے۔

ہلالے کہ بر آسماں جائے اوست تراشیدۂ ناخن پائے اوست

تشبیہ بعید۔ وہ ہے جس میں وجہ شبہ غور و تامل کے بعد معلوم ہو۔ اس کو **غریب** بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اس میں وجہ شبہ متعدد ہوتی ہے۔ اور مرکب ہوتی ہے اور مشبہ کو مشبہ بہ سے دور کی نسبت ہوتی ہے۔ اس لئے مشبہ بہ جلد ذہن میں نہیں آتا جیسے یہ اشعار۔

[لہ] زابر سیاہ و برف سفید و زمیں سبز طوطی ہمی پدید شد از بیضۂ غراب

فائدہ۔۱۔ تشبیہ غریب بہ نسبت تشبیہ قریب و مبتذل کے بلیغ اور بہتر ہوتی ہے اس لئے کہ جو چیز طلب سے حاصل ہوتی ہے اُس کی قدر اور لذت زیادہ ہوتی ہے۔

فائدہ۔۲۔ کبھی شعرا اپنے تصرفات شاعرانہ سے تشبیہ قریبہ کو بعید کر لیتے ہیں۔ اُس وقت تشبیہ قریبہ بھی بہتر اور ابلغ ہو جاتی ہے۔ جیسے قاآنی کے یہ اشعار ہیں ؎

ماہ من ماند بہ سرو ار سرو جولاں داشتے سرو من ماند بماہ ار ماہ دستاں داشتے
ماہ بودے ماہ اگر چوں سرو بودے بر زمیں سرو بودے سرو اگر چوں ماہ جولاں داشتے
سرو من مانند بماہ و ماہ من مانند بسرو سرو اگر مہ مہ اگر سرو خراماں داشتے
سرو را مانند بیبالا ماہ را مانند بہ رخ ماہ اگر گفتے سرود و سرو اگر جاں داشتے
سرو بودے سرو اگر با مردماں گفتے سخن ماہ بودے ماہ اگر چاہ زنخداں داشتے

[لہ] اس میں ابر کو زاغ سے اور برف کو بیضہ سے اور زمین سبز کو طوطی سے تشبیہ دی ہے۔ اگر تشبیہ کا اعتبار نہ کیا جائے۔ تو ابر و برف کو زاغ اور بیضہ کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہے ۱۲

۳۔ غرض تشبیہ کے اعتبار سے تشبیہ کی دو قسمیں ہیں۔ مقبول۔ مردود۔ جس سبب سے ایک چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دیتے ہیں اس کو غرض تشبیہ کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر تشبیہ سے کوئی غرض نہ ہو تو تشبیہ بیکار ہو جائے۔

تشبیہ مقبول۔ وہ ہے کہ مشبہ بہ وجہ شبہ میں زیادہ مشہور ہو۔ اور کامل ہو۔ اور اس کا حکم مسلم ہو۔ اور بیان امکان میں مخاطب کے نزدیک معروف ہو۔ جیسے زید در شجاعت رستم است۔ یہاں رستم شجاعت میں معروف ہے۔

تشبیہ مردود۔ وہ ہے کہ مشبہ بہ وجہ شبہ میں زیادہ مشہور نہ ہو۔ جیسے زید در سخاوت رستم است۔ رستم سخاوت میں مشہور نہیں ہے۔ اس طرح کی تشبیہ تمسخر اور استہزا سے تو دے سکتے ہیں۔ اور کسی طرح سے جائز نہیں۔ جیسے زید چوں برگ گاہ تنومند است۔

۴۔ حرف تشبیہ کے حذف و ذکر کے اعتبار سے تشبیہ کی دو قسمیں ہیں۔ مرسل۔ موکد۔

تشبیہ مرسل۔ وہ ہے جس میں حرف تشبیہ مذکور ہو جیسا کہ زید ہمچو شیر است۔ یہاں ہمچو حرف تشبیہ مذکور ہے۔ یا جیسے

ع۔ غمزۂ شوخش ہمہ چوں نیشتر

س۵ ابروئے او قبلۂ عشاق طاق — چوں مہ نو در ہمہ آفاق طاق

تشبیہ موکد۔ وہ ہے جس میں حرف تشبیہ مذکور نہ ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ محض حرف تشبیہ کو حذف کر دیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حرف تشبیہ کے حذف کے بعد مشبہ بہ کو مشبہ کے

جانب مضاف کر دیں۔ جیسے

۱مے آفتاب زر فشاں جام بلوریں آسماں   مشرق کف ساقیش داں مغرب لب یار آمدہ

عبہر چشمش گرفتہ سرخی لالہ   لالہ رویش گرفتہ سرخی عبہر

یعنی اس کی آنکھ مثل عبہر کے ہے اور اس کا چہرہ مثل لالہ کے شعرائے عجم کبھی بجائے حروف تشبیہ کے کوئی اور عبارت لاتے ہیں۔

از یک صدف گہر شدہ رائے تو و خرد   وز یک رحم جدا شدہ طبع تو و کرم

بوئے یار من ازیں سست وفا می آید   گلم از دست بگیرید کہ من از کار شدم

یہاں یار کو گل سے تشبیہ دینا مقصود ہے۔ بوئے یار آمدن کو بجائے حرف تشبیہ کے ذکر کیا ہے۔

فائدہ۔ تشبیہ کا استعمال آٹھ طور پر ہوتا ہے۔

۱۔ مشبہ۔ مشبہ بہ۔ وجہ شبہ۔ حرف تشبیہ چاروں کو ذکر کریں۔ مثلاً کہیں زید مانند شیر است در جرأت۔

۲۔ حرف تشبیہ کو حذف کر دیں۔ مثلاً کہیں زید شیر است در جرأت۔

۳۔ وجہ شبہ کو حذف کر دیں مثلاً کہیں زید مانند شیر است۔

۴۔ مشبہ کو حذف کر دیں۔ (ایسا جواب استفہام میں ہوتا ہے) مثلاً کہیں مانند شیر است در جرأت۔

۵۔ وجہ شبہ اور حرف تشبیہ کو حذف کر دیں مثلاً کہیں زید شیر است۔

۶۔ مشبہ اور حرف تشبیہ کو حذف کر دیں (ایسا جواب استفہام میں ہوتا ہے) مثلاً زید چگونہ است کے جواب میں کہیں شیر است در جرأت۔

---

۱ شراب کو آفتاب زر فشاں سے جام بلوریں کو آسماں سے کف ساقی کو مشرق سے لب یار کو مغرب سے تشبیہ دی ہے۔

۷۔ مشبہ اور وجہ شبہ کو حذف کر دیں۔ (ایسا جواب استفہام میں ہوتا ہے)۔
جیسے زید چگونہ است کے جواب میں کہیں۔ مانند شیر است۔

۸۔ حرفِ تشبیہ۔ وجہ شبہ۔ مشبہ تینوں کو حذف کر دیں۔ (ایسا جواب استفہام میں ہوتا ہے) مثلاً زید چگونہ است در جرات کے جواب میں کہیں شیر است۔

فائدہ۔ ان اقسام میں سے ۵۔ ۸ قوی ہیں۔ اور ۲۔ ۳۔ ۶۔ ۷ متوسط اور ۱۔ ۴ بہت ضعیف۔

۳-۱ استعارہ کا بیان

استعارہ۔ کے معنی مانگی ہوئی چیز کے ہیں۔ اصطلاح میں استعارہ یہ ہے کہ مشبہ بولیں اور مشبہ بہ مراد لیں۔ جیسے نرگس بولیں اور چشم مراد لیں۔ ابر یا دریا بولیں اور سخی مراد لیں۔ سرو کہیں اور قدِ محبوب مراد لیں۔ آہوئے وحشی کہیں اور ذاتِ محبوب مراد لیں۔ چاند سورج سے معشوق کا چہرہ۔ سنبل سے زلفِ محبوب۔ چمن سے دنیا مراد لیں۔

مثلاً۔ سروِ سیمینا بصحرا می روی ‏ ‏ نیک بے مہری کہ بے ما می روی
الا اے آہوئے وحشی کجائی ‏ ‏ مرا با تست چندیں آشنائی
در چمن ہر ورقے دفترِ حالے دارد ‏ ‏ حیف باشد کہ ز حالِ ہمہ غافل باشی

فائدہ۔ ۱۔ تشبیہ اور استعارہ میں یہ فرق ہے کہ استعارہ میں نہ حرفِ تشبیہ ہوتا ہے نہ حرفِ تشبیہ ہوتا ہے نہ مشبہ بہ۔ اور تشبیہ میں مشبہ اور مشبہ بہ دونوں کا ہونا لازم ہے۔ جیسے

ماہ کشتی کیرِ من میل آشنا دارد ہمی ‏ ‏ آنکہ بے مہری است کجا آشنا دارد ہمی

یہاں معشوق کو ماہ سے تشبیہ دیا ہے۔ مگر معشوق جو مشبہ بہ ہے اُس کا ذکر نہیں کیا

اس حالت میں مشبہ کو مستعار لہٗ اور مشبہ بہ کو مستعار اور وجہ شبہ کو وجہ جامع کہتے ہیں۔ اور مشبہ بہ کے معنی کو مستعار منہ کہتے ہیں۔

فائدہ۔۲۔ استعارہ تشبیہ سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ اس لئے کہ استعارہ سے غرض یہ ہوتی ہے کہ مشبہ بہ کو عین مشبہ ثابت کریں۔ اسی وجہ سے ایک کو ذکر کرتے ہیں۔ اور دوسرے کو حذف کر دیتے ہیں۔ بخلاف تشبیہ کے کہ اس سے غرض صرف مشابہت ہوتی ہے۔

استعارہ کے اقسام

۱۔ مستعار لہٗ اور مستعار منہ کے ذکر اور حذف کے اعتبار سے استعارہ کی تین قسمیں ہیں۔ استعارہ بالتصریح۔ استعارہ بالکنایہ۔ استعارہ تخییلیہ

استعارہ بالتصریح۔ وہ ہے کہ مشبہ بہ کو ذکر کریں اور مشبہ کو ترک کر دیں۔ جیسے اسدی کا یہ شعر

لبش مشک سائے و شکر ہم فروش دو نرگس کماں کش دو گل درع پوش

یہاں مہ سے چہرہ۔ شکر سے لب۔ نرگس سے آنکھ۔ گل سے رخسار۔ مراد لیا ہے۔

چو دوش از سقفِ مینا رنگ طشتِ زرنگار افتاد فلک را کاسہ ہائے نقرہ در دریائے قار افتاد

یہاں سقفِ مینا رنگ سے آسمان۔ طشتِ زر نگار سے آفتاب۔ کاسہائے نقرہ سے ستارے۔ دریائے قار سے اندھیری رات مراد لیا ہے۔

فشاند پنجۂ مرجان زابر مروارید قمر ز جیبِ شبِ مشکبار پیدا شد

پنجۂ مرجان سے دستہائے حنائی۔ ابر سے سر کے بال۔ مروارید سے پانی کے قطرے قمر سے معشوق کا چہرہ۔ شبِ مشک بار سے سر کے بال کو مراد لیا ہے۔ اس شعر میں معشوق کے نہانے کے بعد کی حالت دکھلائی ہے کہ

اُس نے اپنے مہندی لگے ہاتھوں سے بالوں کو نچوڑا تو پانی کے قطرے ٹپکے۔ اور جب چہرہ سے بالوں کو الٹ دیا تو چاند سا مکھڑا نکل آیا۔

ہلالِ یکشبہ را چوں قرین بدر کنی   ہزار خوشۂ پروین ز آفتاب چکید

ہلال یکشبہ کو انگشتِ حنائی خمیدہ سے۔ بدر کو پیشانی سے۔ خوشۂ پروین کو پسینہ کے قطروں سے۔ اور آفتاب کو پیشانی سے۔ استعارہ کیا ہے۔

ژالہ از نرگس فرو بارید و گل را داد آب   وز تگرگ روح پرور مالش عناب داد

اس شعر میں معشوق کی ندامت کی حالت کی تصویر کھینچی ہے۔ ژالہ استعارہ ہے آنسو سے نرگس آنکھ سے گل چہرہ سے۔ تگرگ روح پرور۔ دانتوں سے۔ عناب لب لعل سے۔ یعنی بحالت ندامت معشوق کی آنکھ سے رخسار پر آنسو ٹپکے۔ اور وہ فرطِ اندوہ سے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹنے لگا۔

استعارہ بالکنایہ۔ یہ ہے کہ مشبہ کو ذکر کریں اور مشبہ بہ کو ترک کردیں۔ ایسا اُس وقت ہوتا ہے جب کوئی قرینہ پایا جائے۔ جیسے

جانت را دوزخ آشیانہ مکن   خاطرت را محال خانہ مکن

یہاں جان کو مرغ سے تشبیہ دی ہے اور مرغ کو جو مشبہ بہ تھا حذف کردیا۔ اور آشیانہ کو جو مرغ کے مناسب تھا ذکر کردیا۔ تاکہ مرغ کے حذف پر قرینہ ہوجائے۔

استعارہ تخییلیہ۔ وہ قرینہ ہے جو استعارہ بالکنایہ میں پایا جائے جیساکہ "پنجۂ مرگ در فلاں کس فرو رفت" یہاں مرگ کو درندہ سے تشبیہ دی۔ اور مرگ مشبہ ہے جو مذکور ہے۔ اور درندہ مشبہ بہ ہے

مذکور نہیں ہے یہ تو استعارہ بالکنایہ ہوا۔ اور مرگ کے لئے پنجہ ثابت کیا گیا۔ جو درندہ کے اجزا سے ہے کہ استعارہ بالکنایہ کے لئے یہ قرینہ ہو جاے۔ یہی استعارہ تخییلیہ ہے۔ یا جیسے مثال مذکورہ میں جان کو مرغ سے تشبیہ دیکر آشیانہ اُس کے واسطے ثابت کرنا استعارہ تخییلیہ ہے ۔

روے کردہ ہمہ حجرہ بوستان ارم بزلف کردہ ہمہ خانہ کلبۂ عطار

چہرہ کو گل سے اور زلف کو مشک و عنبر سے تشبیہ دی ہے اور مشبہ مذکور نہیں ہے یہ استعارہ بالکنایہ ہے۔ گل و مشک کو روے و زلف سے نسبت دیکر حجرہ کو بوستاں۔ اور گھر کو طبلۂ عطار بنایا یہ استعارہ تخییلیہ ہے۔

۲۔ طرفین استعارہ کے اعتبار سے استعارہ کی دو قسمیں ہیں۔ استعارہ وفاقیہ۔ استعارہ عنادیہ۔

استعارہ وفاقیہ۔ وہ ہے کہ مستعار لۂ اور مستعار دونوں کا ایک ذات میں جمع ہونا ممکن ہو۔ جیسے کہیں کہ "زید کہ مردہ بود اورا زندہ کردی" مردہ سے گمراہی اور زندہ سے ہدایت مراد لیں۔ زندگی اور ہدایت دونوں کا ایک ذات میں جمع ہونا ممکن ہے۔

استعارہ عنادیہ۔ وہ ہے کہ مستعار لۂ اور مستعار دونوں کا ایک ذات میں جمع ہونا ممکن نہ ہو۔ جیسے کہیں کہ "ماہ را دیدی" اور ماہ سے معشوق مراد لیں۔ یہاں ایک ذات میں طرفین کا جمع ہونا ممکن نہیں ہے

۳۔ وجہ جامع کے قرب و بعد کے اعتبار سے استعارہ کی دو قسمیں ہیں۔ عامیہ۔ غریبہ۔

استعارۂ عامیہ۔ (یا مبتذلہ) وہ ہے جس میں وجہ جامع ظاہر ہو

جیسے نظامی کا یہ شعر

ہنوزم ہندواں آتش پرستند ہنوزم چشم چوں ترکان مستند

زلف کو ہندو سے اور رخسار کو آتش سے استعارہ کیا ہے۔ وجہ جامع اول میں سیاہی ہے اور دوسرے میں چمک۔ اور یہ ظاہر ہے۔

استعارۂ غریبہ۔ وہ ہے جس میں وجہ جامع مخفی ہو۔ سوائے خاص خاص لوگوں کے دوسرے اس کو نہ سمجھ سکیں۔ جیسے خاقانی۔

در بر بابلہ فواق افتد کز دہاں آسیہ احمر اندازد

یہاں شراب کے صراحی میں ڈالنے کو فواق سے استعارہ کیا ہے۔ اور اس میں وجہ جامع یہ ہے کہ وہ گلے میں اٹکتی ہے۔ اور یہ وجہ بلا غور و تامل معلوم نہیں ہوتی۔ (یہ استعارہ بہ نسبت استعارۂ عامیہ کے اہل ذوق کے نزدیک زیادہ بہتر ہے)۔

۴۔ لفظ مستعار کے اعتبار سے استعارہ کی دو قسمیں ہیں۔ اصلیہ، تبعیہ

استعارہ اصلیہ۔ وہ ہے کہ مستعار اسم جنس ہو۔ جیسے گل سے رخسار کا استعارہ کریں۔ اگر علم سے اسم جنس کے معنی مراد لیں تو وہ بھی اصلیہ ہو جائے گا۔ جیسے حاتم سے سخی مراد لیں۔ یا رستم سے بہادر مراد لیں ع۔ ہژبران بنا ورد شیراں فرست۔

ہژبر سے مراد دلیر تر اور شیر سے مراد صرف دلیر ہے۔

استعارہ تبعیہ۔ وہ ہے کہ مستعار فعل یا شبہ فعل یا حرف ہو۔ جیسے مسعود سعد کا یہ شعر

دہن ملک تو نخندد خوش تا سر تیغ تو نہ گرید زار

یہاں خون کے ٹپکنے کو رونے سے استعارہ کیا ہے۔ اور لفظ مستعار

مضارع ہے۔ یا خاقانی کا یہ شعر

دل را بکنارِ جوے بیدے کردم   از یار کنار جوے بنشستیم

یہاں از یار کے معنی یہ تھا کہ یار سے میں نے اعراض کیا۔ لفظ مستعار از ہے جو حرفِ اعراض ہے۔ از غضب جدا شد الم بیہوش نگردم لفظ مستعار از ہے جو حرفِ اعراض ہے۔

۵۔ تجرید[1] اور ترشیح کے اعتبار سے استعارہ کی تین قسمیں ہیں۔ مطلقہ۔ مجردہ۔ مرشحہ۔

استعارۂ مطلقہ۔ وہ استعارہ ہے جس میں مستعار لہ یا مستعار منہ کے صفات اور مناسبات سے کوئی چیز نہ ذکر کی جائے۔ جیسے عبدالواسع جبلی کا یہ شعر ہے ؎

شگوفہ بر سرِ شاخ است چوں رخسارۂ جاناں   نشستہ بر لبِ جو ہست چوں جرارۂ دلبر

زلف کو عقربِ جرارہ سے استعارہ کیا ہے۔ اور طرفین کے صفات میں سے کسی صفت کو ذکر نہیں کیا۔

استعارۂ مجردہ۔ وہ ہے جس میں مستعار لہ کے صفات کا ذکر کریں جیسے فردوسی کا یہ شعر

بناخن زرہ بافت از مشک ناب   در آویخت از گوشۂ آفتاب

یہاں زلف کو زرہ سے استعارہ کیا ہے۔ اور ناخن۔ مشک۔ لٹکانا جو زلف کے مناسبات سے ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔

از شورش آہ من ہمہ شب   بادام تو دوش ناغنودہ

بادام سے مراد چشم ہے اور لفظ غنودن ملائمات چشم سے ہے۔

[1] ترشیح۔ تشبیہ کو ایسا بھلانا کہ اس کا وہم تک نہ آئے۔ تجرید میں کچھ شائبہ تشبیہ کا لگا رہتا ہے

ف۔ استعارہ میں ترشیح تجرید سے زیادہ بلیغ ہوتی ہے۔
استعارۂ مرشحہ۔ وہ ہے جس میں مستعار منہ کے صفات اور مناسبات کا ذکر کریں۔ جیسے خاقانی کہتا ہے۔

بدرد جیب آسمان و برد گوے زر آشکارہ بیدرد صبح

یہاں آفتاب کو گوے زر سے استعارہ کیا ہے۔ اور بدرد اور جیب کو جو گوے (گیند) کے مناسبات سے ہے اس کا ذکر کیا ہے۔

درخفیہ گرید عزم خروج ست بلغ را چوں آبگیر ہا ہمہ پر تیغ و جوشن است

موج آبگیر کو تیغ اور جوشن سے استعارہ کیا ہے اور لفظ عزم و خروج تیغ و جوشن مستعار منہ کے مناسبات ہیں۔

۲۔ مجاز مرسل

مجاز مرسل۔ وہ ہے کہ لفظ کو سواے معنی حقیقی کے دوسرے معنی میں استعمال کریں اور وہاں معنی حقیقی مراد نہ لے سکیں۔ اور معنی حقیقی اور غیر حقیقی میں سواے تشبیہ کے کوئی اور تعلق ہو جیسے جزئیت۔ سببیت۔ لزوم وغیرہ۔ اگر وہ تعلق تشبیہ کا ہوگا تو استعارہ ہو جائے گا جیسے زید شیر است۔ یہاں علاقہ تشبیہ ہے اس لئے یہ استعارہ ہے۔ اور جیسے یہ شعر۔

بدر کرد ناگہ یکے مشتری بجز ماے از دستم انگشتری

یہاں دست سے انگشت مراد لیا ہے باعتبار علاقۂ جزئیت۔
فائدہ۔ حقیقی اور مجازی معنی میں جو تعلق ہوتا ہے اس کی گیارہ قسمیں ہیں۔
۱۔ تسمیہ کل باسم جزو۔ یعنی جو لفظ جزو کے لئے وضع کیا گیا ہے اس کو کل

کے لئے استعمال کریں۔ جیسے دیدہ بمعنی پاسبان۔ حکیم سنائی کہتا ہے۔

عشق را بحر بود و دل را کاں　　شحنہ را دیدہ بود و دیں را جاں

یہاں مقصود بالتمثیل دیدہ بمعنی پاسبان ہے۔

۲۔ تسمیہ جزو باسم کل۔ یعنی جو لفظ کل کے لئے وضع کیا گیا ہے اُس کو جزو کے لئے استعمال کریں۔ جیسے دست بمعنی پنجہ۔

مژہ ات دل بہ کفت آساں ببرد　　دستت از آستیم دستاں ببرد

دست بردن سے مراد پنجہ بردن ہے۔ پنجہ دست کا جزو ہے۔

۳۔ تسمیہ مسبب باسم سبب۔ یعنی سبب کو بجائے مسبب استعمال کریں۔ جیسے سرگشتہ بمعنی بیزار گشتہ۔ اس لئے کہ سیری کسی شے سے بیزار ہونے کا سبب ہے۔ سنائی۔

اے ز خود گشتہ سیر جوع اینست　　دو دوتا نہ قدم رکوع اینست

۴۔ تسمیہ سبب باسم مسبب۔ یعنی جو لفظ مسبب کے واسطے موضوع ہے اُس کو سبب کے لئے استعمال کریں۔ جیسے حکیم سنائی۔

سرد و گرم زمانہ ناخوردہ　　ترسی بر در سرا پردہ

یہاں سرد و گرم سے انقلاب مراد ہے۔ اور انقلاب گرمی اور سردی کا سبب ہے

۵۔ کسی چیز کا وہ نام رکھنا جو اُس کا نام زمانۂ ماضی میں رہا ہو۔ جیسے عطارؒ

حمد بے حد مر خدائے پاک را　　آنکہ ایماں داد مشتِ خاک را

یہاں مشتِ خاک سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں۔ کہ قبل وجود کے ایک مشتِ خاک تھے۔

۶۔ کسی چیز کا وہ نام رکھنا جو آئندہ زمانہ میں ہوگا۔ جیسے کوئی شخص زندوں کو خطاب کرکے کہے "اے ساکنانِ کنج لحد"

۷۔ ظرف کو بجائے مظروف کے استعمال کریں جیسے کہیں "شہر جاری شد" اس سے

مراد ہے آب نہر جاری شد۔

۸۔ مظروف کے بجائے ظرف استعمال کریں۔ جیسے خاقانی کہتا ہے ؎

در مرکز مثلث بگرفت ربع مسکوں فریاد اوج مریخ از تیغ سہ صفائش

یہاں برج اسد کو "اوج مریخ" کہا ہے۔ اس لئے کہ مریخ کو اس میں اوج حاصل ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ممدوح کی چاند کی سی چمکتی اور صاف تلوار کی برج اسد جیسی فریاد کی کہ اس کی فریاد نے ربع مسکوں (دنیا) کو مرکز مثلث (کرۂ آتش) میں گھیر لیا یعنی اس کے فریاد نے دنیا میں آگ لگا دی۔

۹۔ تسمیہ شے باسم آلہ۔ یعنی آلہ بولیں اور وہ شے مراد لیں جس کا آلہ ہے۔

متوسط میاں صورت و ہوش شد ازیں شو زباں وز آنسو گوش

یعنی نفس کلی عقل سے استفادہ کرتا ہے اور اجسام پر افادہ۔ زبان افادۂ سخن کا آلہ ہے اور گوش استفادۂ سخن کا۔

۱۰۔ تسمیہ مطلق باسم مقید۔ یعنی جو نام مقید کے لئے ہو اس کو مطلق کے استعمال کریں۔ جیسے کشور بولیں اور اہل کشور مراد لیں۔

۱۱۔ تسمیہ مقید باسم مطلق۔ یعنی جو نام مطلق کے لئے ہو اس کو مقید کے لئے استعمال کریں۔ جیسے اہل کشور بولیں اور کشور مراد لیں۔

۴۔ کنایہ کا بیان

کنایہ۔ کے معنی لغت میں پوشیدہ بات کہنے کے ہیں۔ اور اصطلاح میں یہ ہے کہ لفظ سے مراد لازم معنی ہوں اور یہ بھی جائز ہو کہ ملزوم معنی مراد لیں جیسے ؎ دامن ہمت سر افرازش گردن چرخ را گریباں باد

یعنی چرخ سے زیادہ بلند ہے۔ اس لئے کہ زبان گردن سے اونچی ہوتی ہے
تشبیہ، کنایہ تصریح سے زیادہ بلیغ ہے۔ اور مجاز حقیقت سے استعارہ
تشبیہ سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔

کنایہ کی دو قسمیں ہیں۔ قریب۔ بعید

قریب۔ جو صفت کسی معین موصوف سے خصوصیت رکھتی ہو اس کا
ذکر کریں اور اس سے موصوف مراد لیں۔ جیسے

آسمان کوہ زہرہ آفتاب کان گہر آفت ہر چہ آفتاب از راہ کان انگیختہ

آفتاب سے کوہ اور کان سے جو چیز پیدا کی ہے وہ جواہرات ہیں۔

با ستہ شجاع ارغوان تن زیر تو عروس ارغنون زن

اس شعر میں آفتاب کی طرف خطاب ہے شجاع ارغوان تن
سے مراد مریخ ہے جو آفتاب کے اوپر ہے اور عروس ارغنون زن
سے مراد زہرہ جو آفتاب کے نیچے ہے۔

بعید۔ جب کئی صفتیں ایک موصوف کے ساتھ مخصوص ہوں۔
اگرچہ وہ صفتیں الگ الگ اور موصوف میں بھی پائی جائیں ان
تمام صفات کے مجموعہ سے کوئی معین موصوف مراد لیا جائے۔ جیسے

آنگاہ آن طبع را قوت بخواہ آن کام را لذت بخواہ آن چشم را لالہ بخواہ آن مغز را نکہت

ان صفات کے مجموعہ سے مراد شراب ہے۔

سازکی رعنائے صاحب بربط اندر بزم چرخ ہوز آں قرابہ صاحب طیلسانی انگیختہ

ظاہر ہے کہ بزم چرخ میں رعنائے صاحب بربط زہرہ اور قرابہ
صاحب طیلسان مشتری کے سوا اور کون ہے۔

کنایہ بلحاظ تعریض۔ تلویح۔ رمز۔ اور اشارہ کے ہمیشہ متفاوت

ہوتا ہے۔

تعریض۔ کنایہ سے مقصود غیر مذکور موصوف ہو۔ مثلاً کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو ستاتا ہو تو اس سے کہیں۔ مسلمان تو وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ تو اس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ مسلمان کو ستانے والا مسلمان نہیں ہوتا۔ غرض تعریض میں اشارہ اور کہیں کرتے ہیں اور مراد کوئی اور طرف ہوتی ہے۔

تلویح۔ اس میں لازم سے ملزوم کی طرف انتقال بوسایط ہوتا ہے۔ یہ کنایہ کی قسم کثیرالوسایط ہوتی ہے۔

رمز۔ وہ کنایہ جو کثیرالوسایط نہو۔ اور اس کے لزوم میں ایک طرح کا خفا ہو۔

ایما و اشارات وہ کنایہ جس میں نہ کسی طرح کا خفا ہو نہ کثرت وسائط

باب ہفتم علم بدیع

علم بدیع۔ وہ علم ہے جس میں کلام کی خوبیاں بیان کی جائیں یہ خوبیاں خواہ لفظ میں ہوں یا معنی میں۔

ان خوبیوں کا کلام میں لانا ضروری نہیں۔ بلکہ ان کے لانے سے کلام میں حسن پیدا ہوجاتا ہے۔ ان کو صنایع و بدایع کہتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ معنوی۔ لفظی۔

۱۔ صنایع معنوی۔ وہ جس سے معنی میں خوبی آئے۔

۲۔ صنایع لفظی۔ وہ جس سے صرف الفاظ میں خوبی آئے۔

ا۔صنائع معنوی

۱۔صنعت تضاد۔ (جس کو طباق یا مطابقت یا تطبیق یا تقابل بھی کہتے ہیں) یہ ہے کہ کلام میں دو معنی ایک دوسرے کے ضد ذکر کریں۔

ع۔ تو میرانی و زندہ کن ہم توئی۔ (یہاں میرانی اور زندہ کن میں تضاد ہے)۔ فقرہ۔ آب تیغش آتش خرمن زندگانی۔ (یہاں آب اور آتش۔ تیغ اور زندگانی میں تضاد ہے) یا قاآنی کا یہ شعر

کشودی زلف قیر آگیں جہاں را قیرواں کردی ✤ نمودی چہر مہر آئیں زمیں را آسماں کردی[1]

یہاں قیر اور مہر اور زلف اور چہر میں صنعت تضاد ہے۔ اور رنگ کے اعتبار سے زمین اور آسمان میں بھی یہی صنعت ہے۔

دنداں شد کنی سپید تا لب از تب تکنم کبود ہر دم

یہاں سپید اور کبود میں صنعت تضاد ہے۔

بروزگار تو ایام دست فتنہ بہ بست بہ یمن تو در اقبال بر جہاں بکشاد

بہ بست اور بکشاد میں صنعت تضاد ہے۔

گدائے کوئے تو از ہشت خلد مستغنی است اسیر بند تو از ہر دو عالم آزاد است

گدا اور مستغنی۔ اسیر و آزاد میں صنعت تضاد ہے۔

۲۔صنعت مقابلہ۔ یہ ہے کہ پہلے دو یا زیادہ موافق معنی ذکر کر کے پھر ان کے اضداد ذکر کریں۔ جیسے فقرہ سعدی۔ از بستر زمش بجا گستر گرش نشانند

[1] قیر ایک سیاہ رنگ کا تیل ہوتا ہے جو خارشتی اونٹوں پر ملا جاتا ہے۔ قیرواں ایک شہر کا نام ہے تو نے قیر آگیں (یعنی سیاہ) زلف کو کیا کھولا تو نے دنیا کو قیرواں بنا دیا۔ تو نے آفتاب کا سا روشن چہرہ کیا دکھایا۔ زمیں کو آسماں بنا دیا۔

یہاں بستر بزم کا خاکستر گرم سے مقابلہ ہے۔ یا شعر

مخالفاں تو مردود چوں جواب غلط ‖ موافقاں تو مقبول چوں سوال صواب

۳۳۔ مراعاۃ النظیر۔ (جس کو تناسب بھی کہتے ہیں) یہ ہے کہ کئی چیزیں جن میں مناسبت ہو ایک جگہ ذکر کریں۔ جیسے

بہرام[1] روز کوشش و ناہید روز بزم ‖ برجیس روز بخشش و خورشید روز رزم

بہشتے تر ہستیا گل گشت[2] او دارد کہ ہر ساعت ‖ ز طوبیٰ تاج می گیرد ز ریحان پیرہن ریحانش

یہاں بہشت اور طوبیٰ۔ گل اور ریحاں میں مراعاۃ النظیر ہے۔

نامہ تحریر چوں بابت رقم ‖ وز نفس تیغ دو دم گردد قلم

یہاں نامہ اور رقم اور قلم میں مراعاۃ النظیر ہے۔

اسلام چہ تدبیر کہ آں قبلہ نہ اینجا است ‖ در سعی چہ کوشیم کہ از مروہ صفا رفت

اس میں اسلام۔ قبلہ۔ سعی۔ صفا و مروہ میں مراعاۃ النظیر ہے۔

۳۴۔ ایہام تناسب۔ (یہ مراعاۃ النظیر کی ایک قسم ہے) یہ ہے کہ کلام میں ایسے معانی جمع کریں کہ ان کو ایک دوسرے سے مناسبت نہ ہو۔ مگر ایک لفظ اپنے دوسرے معنی کے لحاظ سے مناسبت رکھتا ہو۔ جیسے

حافظ۔ در عیش نقد کوش کہ چوں آبخور نماند[3] ‖ آدم بہشت روضۂ دارالسلام را

یہاں بہشت اور دارالسلام میں ایہام تناسب ہے۔ اس لیے کہ یہاں بہشت کے معنی چھوڑ دیا کے ہیں۔ لیکن اس کے دوسرے معنی جنت کے ہیں۔ اس معنی کے اعتبار سے روضۂ دارالسلام سے اس کو مشابہت ہے۔

---

[1] بہرام مریخ اس کو جلاد فلک بھی کہتے ہیں۔ کوشش۔ جنگ۔ ناہید زہرہ اس کو رقاصۂ فلک بھی کہتے ہیں۔ برجیس۔ مشتری۔ [2] گلگشت۔ سیر کرنا۔ [3] تو موجودہ عیش و عشرت میں کوشش کر کیونکہ جب آب و دانہ نہ رہا تو آدمؑ نے روضہ دارالسلام (بہشت) کو چھوڑ دیا۔

کسے در عاشقی ہم پیشہ ما چوں ما نمی خواہد — خورم گر آب شیرینی بیادم کوہکن آید

(شیریں اور کوہکن میں ایہام تناسب ہے)۔

۵- حسن تعلیل - کسی چیز کی ایسی علت (سبب) پسندیدہ طور پہ بیان کرنا کہ واقع میں اس کی وہ علت نہ ہو۔ جیسے۔

[۵۱] چشم تو ریخت خون عشاق — زلف تو گرفت رنگ ماتم

[۵۲] گشتہ است پائے یار مشرف بپائے دست تو — زیرا کہ ہمیشہ بوسہ بپائے ازاں دہد

۶- تجاہل عارفانہ - کسی معلوم چیز کو جان بوجھ کر کسی وجہ سے نامعلوم ظاہر کرنا۔ جیسے

[۵۳] نمی دانم تو خواہی بود یا گردوں جفا پیشہ — کہ دامن گیر گردد خون من نامہربانی را

[۵۴] زلف جاناں! موج دودے کز دلم برخاستہ — یا سواد فتنہ یا لیلہ لیلا ستے

۷- ایہام - (اس کو توریہ بھی کہتے ہیں) یہ ہے کہ ایک لفظ کے دو معنی ہوں۔ قریب اور بعید۔ اور کہنے والے کی مراد معنی بعید ہو۔ مگر وہاں معنی قریب بھی کچھ مناسبت رکھتے ہوں۔ اور سننے والے کا ذہن معنی قریب ہی کی طرف جاتا ہو۔ [۵۵]

بہ اخگر تواں آتشش افروختن — پس اخگر درخت کہن سوختن

---

[۵۱] یہاں زلفوں کی سیاہی کی یہ علت بیان کی ہے کہ تیری آنکھوں نے جو عاشقوں کا خون کیا ہے اُن کے سوگ میں زلفوں نے لباس سیاہ کر لیا ہے حالانکہ واقع میں زلف کی سیاہی کی یہ علت نہیں ہے۔ [۵۲] یار کے پاؤں تیرے ہاتھ سے مشرف ہوگئے ہیں اس لئے وہ اپنے پاؤں پر پے در پے بوسہ دیتا ہے۔ [۵۳] یہاں۔ تجاہل سے مقصود بیداد کا مبالغہ ہے۔ [۵۴] عاشق معشوق کی زلف کی سیاہی سے حیران ہوکر خطاب کرتا ہے کہ کیا تو اُس دھوئیں کی موج ہے جو میرے دل سے اُٹھتا ہے یا فتنہ کی سواد (سیاہی) یا اندھیری رات ہے۔ [۵۵] خردہ یعنی چنگاری۔

۵۱ دور کن باد خسروی ز سرم ... پر کن از خاک بندگی بسرم

۵۲ دیدہ روشن می شود از چہرۂ زیبائے تو ... ور کسے انکار این معنی کند روشن کنم

۵۳ خنجرِ عشق خونِ من ریخت بہ خاک پائے تو ... رائے تو بود کشتنم کشتہ شدم برائے تو

۸۔ استتباع۔ ممدوح کی تعریف اس طرح کی جائے کہ ایک تعریف کی ضمن میں دوسری تعریف پیدا ہو جائے۔ جیسے

گرد واز آتشِ قہرِ تو جہاں خاک سیاہ ... موج زن گر نبود قلزمِ مہرِ تو دراں

یہاں قہر کی اس طرح تعریف کی ہے کہ اس سے مہر کی بھی تعریف حاصل ہو گئی

بخت تو چو نام با سعادت ... روز تو چو روئے تو منور

اے ز یزداں تا ابد ملک سلیماں یافتہ ... ہر چہ جستہ جز نظیر از فضل یزداں یافتہ

۹۔ تلمیح۔ کلام میں کسی قصہ یا مسئلہ یا اصطلاح کی طرف اشارہ کریں۔ جیسے

فلسفی آں کس کہ می گوید خلا باشد محال ... در خزانہ گر رود ہرگز نہ گوید ایں سخن

اس شعر میں اس مسئلہ کی طرف اشارہ ہے کہ حکمائے یونان کے نزدیک خلا محال ہے۔

۵۱ باد یہاں بمعنی غرور۔ باد بمعنی ہوا خاک سے مناسبت رکھتی ہے۔ ۵۲ یہاں روشن کنم کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ آنکھ کو روشن کر دوں۔ دوسرے یہ کہ واضح کر دوں۔ اور مراد یہی ہے۔ ۵۳ یہاں برائے تو کے دو معنی ہیں۔ ایک تیری رائے کے موافق۔ دوسرے تیرے لئے۔ یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں۔

کبھی لفظ مکرر دوسرے الفاظ سے مل کر ایہام کا فائدہ دیتا ہے۔ جامی

جاں بخشد از لب گفتہ را ونگہ بجولاں فرماں دہد ... خونخواری آں شوخ کز بہر کشتن جاں دہد

یہاں دہ از بہر کشتن جاں دہد کے دو معنی ہیں ایک قتل کرنے کے لئے زندہ کرنا۔ دوسرا قتل کرنے کا مشتاق ہونا۔

قوم[۱] را سوئے مناجات بہ شب برد کلیم | ہم بہ شب گشت جدا[۲] لوط ز بیداد و ستم
طلب بارو مترس از متابع منع کلیم[۳] | بہ بساط عذر میارا کہ نیستی معذور
جہاں[۴] و ہرچہ درو ہست ہمہ ملعون است | اگر تو لب بکشائی بذکر حق بکشائے
چوں[۵] زال بتیرہ قفس تو صد زال کنم | تا رستم بخاطر بہمن در آورم

۱۔ لف و نشر (لغت میں لف کے معنی لپیٹنا اور نشر کے معنی پھیلانا) اصطلاح میں یہ ہے کہ پہلے کئی چیزیں مفصلاً یا مجملاً بیان کریں۔ پھر اُس کے مناسب اور لفظ لائیں جو پہلے الفاظ سے تعلق رکھتے ہوں۔ پہلے کو لف اور دوسرے کو نشر کہتے ہیں۔ اگر جس ترتیب سے پہلے چیزوں کو بیان کیا ہے اُسی ترتیب سے اُس کے مناسب الفاظ لائیں تو اُس کو لف و نشر مرتب کہیں گے۔ اگر ترتیب بدل جائے تو لف و نشر غیر مرتب کہیں گے (مرتب) بروز نبرد[۶] آں یل ارجمند | بہ شمشیر و خنجر بہ گرز و کمند
برید و درید و شکست و ببست | یلاں را سر و سینہ و پا و دست

۱ کلیم (یعنی موسیٰ) رات کو مناجات کے لئے قوم کو لے گئے تھے۔ اور حضرت لوطؑ ظلم و ستم سے تباہی کو جدا ہوئے تھے۔ ۳ منع کلیم سے یہ مراد ہے کہ جب موسیٰ نے خداوند تعالیٰ سے عرض کیا یا ارنی اے خدا تو مجھے اپنے کو دکھا دے تو وہاں سے حکم ہوا لن ترانی تو مجھکو نہیں دیکھ سکتا یہ کہتا ہے اے مخاطب تو حضرت موسیٰ کی منع کرنے کی ایذا سے نہ ڈر یعنی حضرت موسیٰ کو یا ارنی کے جواب میں لن ترانی کہا گیا تھا تو اس کا خوف نہ کر۔ تو طلب صادق لا۔ عذر کی بساط آراستہ نہ کر کیونکہ تو معذور نہیں۔ یعنی اگر تیری طلب صادق ہے تو ضرور تیری رسائی دربار حق تک ہو جائے گی۔ ۴ الدنیا و ما فیہا ملعون۔ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ملعون ہے ۵ زال۔ رستم کا باپ تھا۔ رستم نے بہمن کے باپ اسفندیار کو قتل کیا تھا۔ جب بہمن ایران کا بادشاہ ہوا تو اُس نے رستم کے باپ زال کو قید کر دیا۔ ۶ نبرد۔ لڑائی۔ یل۔ پہلوان۔ ارجمند۔ معزز۔

دل از من داغ از من نالہ از من زار از من　　گل از من لالہ از من سرو از من جوئبار از من
نہاں سرو گل و گلشن و خرم ازو　　کہ قمری و بلبل رقیب ہم اند
شبیہ مرتبہا گل و نرگس باہم بہ اہل ابصار　　نمودہ جلوہ ہائے چشم و رخسار
درباغ شد از قد و رخ و زلف تو نایاب　　گلبرگ تر و سرو سہی سنبل سیراب
چہ لوی نہ گہہ عشق رود در شرف و جلال و تمکیں　　چوں اسعد و اشرف قدر نوری و ناری و نکی

۱۱- عکس- (جس کو تبدیل بھی کہتے ہیں) کلام میں جو جزو مقدم ہو اُس کو موخر اور جو موخر ہو اُس کو مقدم کریں- جیسے کلام الملوک ملوک الکلام عادات السادات سادات العادات سلہ

جان جدا از تن و لیکن عین جاں　　تن جدا از جان و لیکن عین تن
دلے دارم ہمیشہ ہمدم غم　　غمے دارم ہمیشہ ہمدم دل
از بس کہ شکستہ باز بستم توبہ　　فریاد ہمی کند ز دستم توبہ
دیروز بہ توبہ شکستم ساغر　　امروز بساغرے شکستم توبہ

۱۲- توجیہ- ایک کلام سے دو مطلب ایک دوسرے کے مخالف سمجھے جائیں- جیسے

یک شیوہ شناسد غضبت عفو و مکافات سلہ　　یک نغمہ شمارد کرمت لا و نعم را
زہر محض است عیش شیرینم　　خوں صرف است بادۂ نابم

یہاں دونوں احتمال ہیں زہر عیش ہے- اور خون بادہ ہے- یا عیش زہر ہے- اور بادہ خوں ہے- اس کو محتمل الضدین کہتے ہیں- نعمت خاں عالی

سلہ جب ذات سے بات کی جاتی ہے تو تو شرف میں آفتاب کا سا نور- جلال میں کرۂ اثیر کی سی آگ اور کینہ میں شیر کا سا نر ہے-۱۲ سلہ تیرا غضب عفو اور مکافات کو ایک ہی شیوہ سمجھتا ہے اور تیرا کرم لا و نعم کو ایک ہی نغمہ سمجھتا ہے-

نے اپنے وقائع میں اس صنعت کی خوب داد دی ہے۔

۱۳- رجوع - ایک بات کہہ کر کسی نکتہ کے سبب سے اس سے انکار کریں - پھر دوسرا کلمہ نکتہ آمیز بولیں - جیسے

دلم رفت آنکہ با صبر آشنا بود — خطا گفتم مرا خود دل کجا بود

ببیں در پیکرم شانِ دلِ پرخوں کہ من دارم — شفیقے دردِ من دارم عقیقے در یمن دارم

غلط گفتم شفیقے یا عقیقے نیست در دل آں — شفیقے نالہ زاری دارم رفیقے خستہ تن دارم

۱۴- جمع - کئی چیزوں کو ایک جگہ اکٹھا کریں - جیسے

شد بہ ظلم آسماں جمع اندوہ بہ یکبار — زاد و ستم و نیکی و بد و بیش و کم او

ای دولت و ملک و کلاہ و سلام — لشکر خدا داد کہ گیرد نظام

۱۵- تفریق - ایک طرح کی مشابہ چیزوں میں فرق بیان کریں جیسے

زر چو چکد آب و ازاں بیارد خوں — فرق من کجا و ابر بہار

دستِ ترا ابر کہ بیارد ستیز کرد — چوں بدرہ بدرہ ایں دہد و قطرہ قطرہ آں دہد

یہاں باعتبار سخاوت ابر اور ممدوح کے ہاتھ کو ایک طرح کی چیز کہا پھر مصرع دوم میں فرق بیان کیا ہے۔

۱۶- تقسیم - یہ ہے کہ پہلے چند چیزیں ذکر کریں پھر ہر ایک کے متعلق کوئی چیز جو اس سے متناسب ہو تعین کے ساتھ ذکر کریں - جیسے

دستے کہ گرفتی سرِ آں زلف چو شست — پائے کہ رہِ وصل نوشتی پیوست

آں دست کنوں در گلِ غم دارم پائے — زاں پائے کنوں بر سرِ دل دارم دست

میرے بدن میں پرخون دل کی شان دیکھ کہ میں اپنے درد کا شفیق رکھتا ہوں اور یمن میں عقیق رکھتا ہوں - عقیق سرخ رنگ کا پتھر یمن میں ہوتا ہے -

بنانش[۵۱] دست در بخشش سنانش دست در کوشش
لقاے او دست در مجلس لواے او دست در میدان
یکے ارزاق را باسط دوم ارواح را قابض
سعادت را سوم مایہ چہارم فتح را ضامن

تنبیہ۔ اس میں اور لف و نشر میں یہ فرق ہے کہ لف و نشر میں متکلم خود اپنی طرف سے مناسبات کو متعین نہیں کرتا۔ مخاطب کو اپنے عقل سے کام لینا پڑتا ہے۔ اور اس صنعت میں متکلم خود مناسبات کو تفصیل وار بتا دیتا ہے۔

فائدہ۔۱۔ صنعت تقسیم کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ ایک ہی چیز کے پورے اقسام ذکر کر دیے جائیں۔ جیسے

پیوستہ دشمنان تو زین گونہ مستمند[۵۲]
یا کشتہ یا گریختہ یا بستہ و درماندہ

فائدہ۔۲۔ کبھی ان تینوں صنعتوں میں سے دو دو کو ملا کر مرکب کرتے ہیں۔ کبھی تینوں کو ملا لیتے ہیں اس کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ **جمع و تفریق**۔ یہ ہے کہ کئی چیزوں کو اول ایک حکم میں جمع کریں۔ پھر دوسرا طور پر ان کا فرق ظاہر کریں۔ جیسے

من و تو بہرہ تاکیم اے شیخ
تو بہ محراب و من با پردۂ تاک

۲۔ **جمع و تقسیم**۔ یہ ہے کہ دو چیزوں کو ایک حکم میں جمع کریں۔ پھر ایک چیز کے ساتھ جو چیز منسوب ہے اس کا تعین کے ساتھ حال بیان کریں۔ جیسے

بے[۵۳] تو چو شمع کردہ ام خندہ و گریہ کار خود
خندہ بروز دل کنم گریہ بروز کار خود

۳۔ **جمع و تفریق و تقسیم**۔ یہ بہت مشکل صنعت ہے۔ جیسے

مجلس[۵۴] دو آتش دادہ بر ایشاں از تجمر آں از شجر
این کردہ منقل را مقرر آں جام را جا داشتہ

---

۵۱ بنان انگلی۔ لقاے صورت۔ لوا جھنڈا۔ ۵۲ مستمند دردمند۔ ۵۳ اے معشوق! میں نے تیرے بغیر اپنا کام ہنسنے اور رونے کو بنا لیا ہے (یہ صورت جمع کی ہے) میں دل کے زخم پر روتا اور اپنے زخم پر ہنستا ہوں (یہ صورت تقسیم کی ہے) ۵۴ تجمر۔ تجمر۔ منقل۔ انگیٹھی۔ مقر قرارگاہ

دو آتش کو مجلس کے تر ہونے میں جمع کیا ہے۔ اور ایک کو تیمری کی۔ ایک کو لکڑی کی کہا۔ یہ تفریق ہے۔ دوسرے شعر کے مصرعہ میں تقسیم ہے۔

۱۷- تعجب۔ کلام میں کوئی بات قابل تعجب کسی غرض کے لئے ذکر کی جائے۔ جیسے

۱ سرو را سایہ یکے بیش نباشد یارب — ایں ہمہ خاک نشیں درپئے آں بالا چیست
۲ زادہ اشب شاہ بہ یزداں یکے نیز بسیر — ہاں شگفتہ چیست کہ درشب آفتاب آمد پدید

۱۸- مشاکلہ۔ اس کے معنی ہیں ایک دوسرے کی شکل ہونا۔ اصطلاح میں یہ ہے کہ کسی چیز کو اپنے لفظ سے ذکر کریں جو پاس کے الفاظ کے مناسب ہو۔ جیسے

۳ سوال را سزاوار بخیہ بیشتر است — جیسے بخرقہ خود بخیہ می زند درویش

یہاں خموشی کو بخیہ سے تعبیر کیا ہے۔ اس لئے کہ مصرع دوم میں بخیۂ خرقہ کا ذکر ہے۔

۱۹- مبالغہ۔ یہ ہے کہ تعریف یا مذمت کو اس درجہ تک پہنچا دیں کہ وہاں تک پہنچنا بعید از قیاس و محال ہو۔ تاکہ سننے والے کو یہ گمان نہ رہے کہ اس وصف کی شدت و ضعف کا کوئی مرتبہ باقی ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ تبلیغ - اغراق - غلو۔

۱- تبلیغ۔ وہ مبالغہ ہے جو عقلاً اور عادتاً ممکن ہو۔ جیسے

---

۱ سرو کا سایہ تو ایک سے زیادہ نہیں ہوتا ہے اللہ اللہ یہ سب خاک نشین اس قد کے پیچھے کیسے سایہ گزیں ہیں۔ ۲ آفتاب کا رات کو برآمد ہونا داخل تعجب ہے۔ ۳ سوال کا لب بخیہ دینے کے قابل بہت زیادہ مناسب ہے (یعنی سوال سے خاموش رہنا چاہئے) فقیر اپنے گدڑی میں فضول بخیہ لگاتا ہے۔

ندارد آں قدر جائے کہ حرفے عذر بنویسد — مرا شرمندگی از نامۂ اعمال می آید
ہر دو گر عیب بینی چشم کشاید — وگر زو ہنر بہتر بینی بپوشد

۲- اغراق - وہ مبالغہ ہے جو عقلاً ممکن ہو اور عادتاً محال۔ جیسے

سلہ دلم ز درد گرانمایہ چوں جگر فرہاد — دماغم از گلہ خالی چو خاطرم ز غبار
سلہ مارا بکام خویشتن چناں دید و دلش بسوخت — دشمن اسیر پنجۂ آہ مباد بکام ما

۳- غلو - وہ مبالغہ ہے جو عقلاً بھی محال ہو اور عادتاً بھی۔ جیسے

سلہ اگر بشنود از دہر کہ مردود کف تست — بیروں فگند سکہ ز آغوش درم را
سلہ ز سم ستوراں دراں پہن دشت — زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت
سلہ نہ کرسی فلک نہد اندیشہ زیر پائے — تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلاں دہد
سلہ ہر سوختہ جانے کہ بکشمیر در آید — گر مرغ کباب است کہ با بال و پر آید

سلہ میرا دل درد سے ایسا گرانمایہ ہے جیسے کلیجہ فرہاد سے۔ میرا دماغ گلہ سے ایسا خالی ہے جیسے میرا دل غبار سے۔ ایسا ہونا عقلاً ممکن اور عادتاً محال ہے۔ سلہ ایسا معمول نہیں ہے کہ جب کوئی اپنے دشمن کو اپنے مقصد کے موافق بدحال دیکھے تو اُس پر اُس کا دل جلے لیکن شاعر کی مراد یہ ہے کہ میں اس درجہ دشمن کام ہوگیا ہوں کہ دشمن بھی جب میرا حال دیکھتا ہے تو مجھ پر اُس کا دل جلتا ہے یہ بات عقلاً ممکن اور عادتاً محال ہے
سلہ اگر سکّہ زمانہ سے سن لے کہ درم تیرے ہاتھ کا مردود ہے تو سکّہ اپنے آغوش سے درم کو باہر پھینکدے۔ عقلاً اور عادتاً ایسا ہونا محال ہے۔ سلہ ستور۔ گھوڑا۔ پہن۔ کشادہ۔ اُس کشادہ جنگل میں گھوڑوں کے سم سے خاک زمیں سے اسقدر اُڑی کہ زمین کے چھ طبقے رہ گئے ایک طبقہ اُڑ گیا اور آسمان کے سات طبقوں کے آٹھ طبقے ہوگئے۔ ایسا ہونا عقلاً اور عادتاً محال ہے۔ سلہ قزل ارسلاں کی رکاب اتنی اونچی ہے کہ خیال کو اُس کے بوسہ دینے کے لئے نو آسمان کی کرسی اپنے پاؤں کے نیچے رکھنی پڑتی ہے
سلہ جو کوئی جلی جان والا کشمیر میں آتا ہے اگر وہ کباب مرغ ہوتا ہے تو اُس کے بھی پر اور بازو نکل آتے ہیں۔

یک نیزہ رفت گریۂ من از فلک برائے تو ؛ کشتی درست کردہ طوبیٰ فلک برائے تو [1]

۲۰۔ ارصاد۔ لغت میں ارصاد کے معنی راہ میں نگہبانی بٹھانے کے ہیں (اور) اصطلاح میں یہ ہے کہ شعر کے شروع میں ایسا لفظ لائیں جس سے معلوم ہو جائے کہ قافیہ میں یہ لفظ آئے گا۔ جیسے

چوں امتحان کنیم شود بخت پرورش ؛ ہر گوہرے کہ بخت رسد بر آسمان شود

۲۱۔ تہذیب کلام۔ ایسی بات کہنا کہ اہل کلام والوں کے مذاق کے مطابق اور مدلل اور نتیجہ خیز ہو۔ جیسے سے

مانع رسالہ در دلیل دیگر مانند ؛ لیس است این یک آیت دلیل دوام

یعنی ہر شئے رسالہ باقی رہتا ہے۔ اور تو نفع رسالہ ہے لہٰذا تو باقی و پائدار ہے۔

از آنکہ گویند کہ تو در قالب عالم ؛ جانی و یقین است کہ جاں ناگزیر آمد

یعنی تم قالب عالم میں بمنزلہ جان کے ہو۔ اور عالم کے لئے جان کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے عالم کے لئے تمہارا وجود بھی ضروری ہے۔

۲۲۔ مزاوجت۔ دو باتیں بطور شرط و جزا کے ہوں۔ اور جو حکم پہلی بات پر مترتب ہو وہی دوسری بات پر بھی مترتب ہو۔ جیسے۔

چوں مرا بینی شود لطفت مبدل با عتاب ؛ چوں ترا بینم شود جسمم بدل با اضطراب

یعنی میرے دیکھنے سے تیرے صفات میں تغیر ہوتا ہے اور تیرے دیکھنے سے میری صفات بدل(تی) ہیں۔ غرض کہ تبدیل صفات دونوں صورتوں میں ہے

---

[1] میرا گریہ آسمان تک ایک نیزہ بلند ہوگیا اور فرشتوں نے اوج فلک پر طوبیٰ سے کشتی بنا سکا جس شخص نے نصیبہ کی طرح اس آستانہ پر منہ رکھا اس کے دروازہ پر نصیبہ ناتہ کی طرح مقیم ہوگیا۔

اور یہی تبدل مزاوجت کی شرط ہے۔

۲۳۔ اطراد۔ (کے معنی انتظام کے ہیں) اصطلاح میں یہ ہے کہ ممدوح کا نام مع اس کے باپ دادا کے نام بترتیب ذکر کریں۔ خواہ نیچے سے اوپر تک ہو یا اوپر سے ممدوح تک۔ جیسے

بہارِ گلشنِ دیں محمدِ عربی — ضیائے چشمِ علی نورِ دیدۂ زہرا
بہارِ خرمیِ خاطرِ حسین و حسن — سرورِ سینۂ زین العباد شمعِ ہدیٰ
فروغِ شمعِ شبستانِ باقر و صادق — غریبِ خاکِ خراساں علی بن موسیٰ

بعلمش از ہمہ افضل بہ صبرش از ہمہ غالب — علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب

۲۴۔ تاکید المدح بما یشبہ الذم۔ یعنی تعریف کی تاکید میں ایسے الفاظ لائیں کہ ظاہر میں ہجو معلوم ہو۔ اور غور کریں تو کمال تعریف ہو جیسے۔

صد ہنروراں را حاصل از دست — بیارد و اما یک دل از دست[1]
ہر آنکہ نام تو بر دل نوشت گشت عزیز — مگر درم کہ از دستِ تو می کشد خواری

۲۵۔ تاکید الذم بما یشبہ المدح۔ یعنی ہجو میں ایسے الفاظ لائیں کہ بظاہر مدح معلوم ہوں۔ اور تامل کے بعد کمال ہجو ثابت ہو جیسے

ہمیشہ خصمِ تو در سایۂ ہمائے بود — زبسکہ بر سرش از بہرِ استخواں آید

اول مصرع سے دشمن کی تعریف معلوم ہوتی ہے۔ مگر دوسرے سے ذلت اور بلا کی سمجھی جاتی ہے۔

طاعتِ ماہم بسوئے آسماں نا میرود — روزِ محشر چوں بہ عصیاں ہم ترازو می شود

۲۶۔ ادماج۔ (یعنی لپیٹنا) وہ کلام ہے جس کا دو مطلب ہو۔ جیسے

خواہم از دل برکشم پیکانِ تو — لیک از دل بر نمی آید مرا

---

[1] وہ سو ہنرمنداں کی آمد ہاتھ سے دیدیتا ہے۔ لیکن وہ ایک دل کو ہاتھ سے نہیں دے سکتا

اس شعر کے مصرعۂ دوم میں ادماج ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یا پیکاں دل سے نہیں نکلتا۔ یا میرا دل نہیں چاہتا کہ پیکاں نکلے۔

زبانِ آں پسر ترکی و من ترکی نمی دانم چہ خوش بودے اگر بودے زبانش در دہانِ من

مصرعۂ دوم میں ادماج ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں اس کی بولی بولتا۔ یا اس کی زبان چوستا۔

تنبیہ۔ ادماج میں اور استتباع میں یہ فرق ہے کہ استتباع صرف مدح میں ہوتا ہے اور ادماج تمام میں۔ خواہ مدح ہو یا غیر مدح۔ اور توریہ یا ایہام اور ادماج میں یہ فرق ہے کہ ایہام میں دو معنی کا احتمال لفظ میں ہوتا ہے۔ اور ادماج میں جملہ میں۔ نظیری سے

مبادا عالمی را جاں بر آید گرہ از زلفِ خود فہمیدہ بکشا

اے معشوق! تو اپنی زلف سے گرہ سوچ سمجھ کر کھولنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی جان نکل جائے (یعنی دنیا مر جائے) یا دنیا کی جان کو زلف کی قید سے رہائی مل جائے۔

۲۷۔ قول بالموجب۔ دوسرے کے کلام کے کسی لفظ کے ایسے معنی لینا جس کو کہنے والے نے نہ مراد لیا ہو۔ جیسے

دوستی گوئی نہ از دل می کنی راست می گوئی کہ از جاں می کنم

۲۸۔ براعت استہلال۔ شروع کتاب یا کلام میں ایسے الفاظ لانا جو مضمون آئندہ کے مناسب ہوں۔ جیسے ظہوری نے نثر اول کا شروع میں یہ عبارت لکھی ہے۔ جو علم موسیقی سے تعلق رکھتی ہے۔ سرود سرایانِ عشرت کدۂ قال کہ بنورش سرابستانِ حال الخ یا نظامی نے سکندر نامہ میں دارا کے مارے جانے کے قصہ کو بے ثباتی دنیا سے شروع کیا ہے۔

جہاں گرچہ آرام گاہے خوش است شتابندہ را نعل در آتش است

دو در دارد این باغ آراسته　　در و بند از این هر دو برخاسته
در آ از در باغ و بنگر تمام　　ز دیگر در باغ بیرون خرام
اگر زیرکی با گلے خو مگیر　　کہ باشد بجا ماندنش ناگزیر

غنیمت نے اپنی مثنوی کو جس میں شاہد اور عزیز کا قصہ ہے اس شعر سے شروع کیا ہے ؎

بنام شاہد نازک خیالاں　　عزیز خاطر آشفتہ حالاں

اس صنعت کو حسن مطلع بھی کہتے ہیں۔

۲۵۔ تحلیل۔ کلام میں ایک ایسا لفظ لائیں جس کے دو معنی ہوں۔ اور دونوں کو سیاق کلام میں دخل ہو۔ جیسے ظہوری کا یہ فقرہ ہے "ہندیاں نہ شہرہ مجمع را نورس گویند۔ و فارسیاں اگر نورس فضل و کمالش دانند بجا است۔ (یہاں نورس میں صنعت تحلیل ہے)۔

۲۶۔ ایراد مثل۔ کلام میں کسی مشہور مثل کا لانا۔ اس کی دو قسمیں ہیں ارسال مثل۔ ضرب المثل۔

۱۔ ارسال مثل۔ یہ ہے کہ مثل کو بعینہٖ درج کریں جیسے خواجہ حافظ کا یہ شعر ؎

مرا بکشتی بادہ در افگن اے ساقی　　کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز

۲۔ ضرب المثل۔ یہ ہے کہ مثل کو بہ تغیر الفاظ درج کریں جیسے

سلماں سنو در جہاں رسم قدیم است از بزرگاں کرم آمد و ز خرداں خطا۔ واللہ اعلم بالصواب

مثل مشہور یہ ہے کہ از خرداں خطا و از بزرگاں عطا۔ مگر یہاں بتغیر الفاظ لائے ہیں۔

۴۱- اقتباس - کسی دوسرے کا کلام اپنے کلام میں نقل کرنا -
جیسے سلمان اور حافظ کے یہ اشعار -

ساقیا پشت اگر بر خاک ریزد جرعهٔ ‏ ‏ ‏ زهره گوید یا فلک یا لیتنی کنت ترابا
بجز عارض و قد تو بروه اند پناه ‏ ‏ ‏ بهشت و طوبی - طوبی لهم و حسن مآب
شب وصل است و طی شد نامهٔ هجر ‏ ‏ ‏ سلام فیه حتی مطلع الفجر
هر چند آزمودم از وے نبود سودم ‏ ‏ ‏ من جرب المجرب حلت به الندامه

۴۲- التفات - یہ ہے کہ اپنے کو یا کسی شخص یا چیز کو سلسلہ
کلام میں کبھی بطور غائب ذکر کریں - کبھی بطور مخاطب - کبھی بطور متکلم
جیسے عرفی نے قصیدہ نعتیہ میں پہلے اپنے کو بطور متکلم بیان کیا ہے
پھر بطور مخاطب - پھر بطور غائب ہے

از گستہ دنیا الم آشوب نگردد ‏ ‏ ‏ زیں باد پریشاں نہ کنم زلف الم را
عرفی شتاب این رہ نہ نعت است نہ صحرا ‏ ‏ ‏ آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را
از باغ نعیمش بدہ انعام دو پیمانہ ‏ ‏ ‏ با مطلب او مطلب اصحاب تنعم را
عالم او گر باغبان تو ہر گردد دور نیست ‏ ‏ ‏ گر شود چوں آفتاب اندر جہاں سایۂ گل
تا کہ از اندیشۂ عقل صلاح اندیش تو ‏ ‏ ‏ ہر نفس بندد رہ غمازی اسرار گل

۴۳- تعلیق - کسی امر کو کسی حکم پر مرتب کرنا جیسے
ساقیا پشت اگر بر خاک ریزد جرعهٔ ‏ ‏ ‏ زهره گوید یا فلک یا لیتنی کنت ترابا

۴۴- استخدام - دو معنی والے لفظ سے پہلے ایک معنی مراد لیں
پھر اس کی ضمیر سے دوسرے معنی مراد لیں - جیسے ہے

عار رفتہ سے پہلے از اختراعیہ ہونے کی وجہ سے اس کے معنی دامن یعنی دو گرد و نی
لئے جائیں گے - نقطۂ عزم - ارادہ - سیر کرنے والا -

تا بہ بزم خویش مارا دادہ است آں سروبار   از نہالِ قامتش آنرا شدیم امیدوار
یہاں بار کے دو معنی ہیں - دخل اور پھل - پہلے مصرع میں بمعنی دخل ہے -
دوسرے میں جو ضمیر ہے وہ بار بمعنی پھل کی جانب راجع ہے -

۳۵- سوال و جواب - کلام میں مکالمہ کا ذکر کرنا جیسے

گفت ایں چیست کہ بارندہ بر ایوانِ من است   گفتم ایں رشحۂ از دیدۂ گریانِ من است
گفت ایں کیست کہ خواہم بہ سحرگاہ ربود   گفتم آوازۂ از چاک گریبانِ من است
گفت ایں رنگِ شفق راست چہ سرمایہ بگو   گفتم ایں قطرۂ خونے کہ بہ مژگانِ من است

۳۶- ادعا - یہ ہے کہ شاعر ایسی بات کا دعوی کرے جو خلاف قیاس اور غیر ممکن ہو - اور سننے والا یہ گمان کرے کہ شاید ایسا واقع ہوا ہو -
سعدی - شبے یاد دارم کہ چشمم نہ خفت   شنیدم کہ پروانہ با شمع گفت

نظامی

شبے نعلبندے و پالاں گرے   حق خویش می خواستند از خرے
خر از پاسے رنجیدہ و پشتِ ریش   بیفگند شاں نعل و پالانِ خویش

۳۷- مناظرہ - یہ بھی ادعاے شاعری کی ایک قسم ہے - اسدی نے اپنے قصیدوں کی تمہید میں اس صنعت کو بہت استعمال کیا ہے اب متروک ہے - سعدی سے

ایں حکایت شنو کہ در بغداد   رایت و پردہ را خلاف افتاد
رایت از گرد راہ و رنج رکاب   گفت با پردہ از طریق عتاب
من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم   بندۂ بارگاہ سلطانیم
من ز خدمت دمے نیا سودم   گاہ بے گاہ در سفر بودم
تو نہ رنج آزمودۂ نہ حصار   نہ بیابان و راہ و گرد و غبار
قدم من بہ سعی پیشتر است   پس چرا راحت تو بیشتر است

تو بر با بندگان مہ روئے — با کنیزان یا سمن بوئے
من فتادہ بدست شاگرداں — بسفر پائے بند و سرگرداں
گفت من سر بر آستاں دارم — نہ چو تو سر بر آسماں دارم
ہر کہ بیہودہ گردن افرازد — خویشتن را بگردن اندازد

۲- صنایع لفظی

تجنیس - (یا جناس) کلام میں ایسے دو لفظ لانا جو تلفظ میں مشابہ ہوں - اور معنی میں مختلف - اس کی کئی قسمیں ہیں - تام - مکرر - زاید - محرف - مرکب -

۱- **تجنیس تام** - کلام میں ایسے دو لفظ لانا جو تلفظ میں یکساں ہوں - یعنی شمار حروف و حرکات و ترتیب میں یکساں ہوں - اور معنی میں مختلف - جیسے

باز اقبالش بصید ملک زنگیں چنگ یاد — تار چنگ عشرتش یاو از گسستن در اماں

پہلا چنگ چنگل کے معنی میں ہے اور دوسرا چنگ باجے کا نام ہے -

بشنوش مرغ دلہا راست آہنگ — کہ از بام و درش می آید آہنگ

یکیں مراست جائے یمیں — واں یسار مراست جائے یسار

دوسرے شعر میں پہلے آہنگ کے معنی ارادہ کے ہیں اور دوسرے آہنگ کے سریلی آواز کے تیسرے شعر میں پہلا یمیں بمعنی دست راست دوسرا یمیں بمعنی قسم - پہلا یسار بمعنی دست چپ دوسرا بمعنی تونگری

۲- **تجنیس مرکب** - کلام میں دو ایک طرح کے لفظ لائیں - ان میں سے ایک مفرد دوسرا مرکب ہو - اگر یہ دونوں لفظ ایک

طرح سے لکھے جائیں تو اس کو تجنیس متشابہ کہیں گے۔ اور اگر بولنے میں ایک طرح بولے جائیں اور لکھنے میں ایک طرح نہ لکھے جائیں تو اس کو تجنیس مفروق کہیں گے۔ جیسے

[۵] بدریا بسوزد دلِ خیزران   چو زد بر سمندر سبک خیز ران
مگر تو رسی کہ فردوس بریں است   نہ تنہا خلد رضواں ہم بریں است
ساقی ازاں بادۂ منصور دم   در رگ و در ریشۂ من صور دم

۳۔ تجنیس محرف۔ دونوں کلمے کتابت میں یکساں ہوں۔ حرکت اور سکون اور معنی میں مختلف ہوں۔ جیسے

[۵] محرِم او بود کعبۂ جاں را   محرَم او بود بہر قرآں را
از کوئے تو چوں باد بر آشفتم و رفتم   گرد دلِ مدعیاں رُفتم و رَفتم

۴۔ تجنیس مکرر۔ ایک طرح کے دو لفظ بلا فاصلہ پاس پاس آئیں۔ جیسے فاصل۔ فاصل۔

اگرچہ ہست گلت را چو من ہزار ہزار   مرا بدست نیاید چو تو نگار نگار

۵۔ تجنیس زاید۔ (ناقص) دونوں لفظ میں سے ایک کے اول یا بیچ یا آخر میں ایک حرف زاید ہو۔ جیسے

با شکوہِ کوہِ حلمت ابر گریاں بر جبال   با وجود جود دستت برق خنداں بر سحاب
صبح از مشرق چو گردد بیرق نور آشکار   خندہ زد اندر ہوا بیرق او برق دار
گر اکسیر سرور و شور سازند   ز خاک پاک بیجاپور سازند

تنبیہ۔ اگر یہ زیادتی آخر کلمہ میں ہے تو اس کو تجنیس مطرف کہیں گے۔ جیسے

---

[۵] خیزران بید۔ یہ لفظ مرکب ہے خیز (امر خاستن) اور ران سے۔ بید کو گھوڑے کی ران پر مار کر ہانکتے ہیں اس واسطے اس کا یہ نام رکھا گیا ہے۔ [۵] محرِم احرام باندھنے والا محرَم راز دار۔

کفر است در طریقتِ ما کینہ داشتن — آئینِ ماست سینہ چو آئینہ داشتن

اگر آخر میں دو لفظ زاید ہو تو اُس کو تجنیس مذیل کہیں گے۔ جیسے خاقانی۔

۵۱ قاہر کفار و باج از قاہرہ در خواستہ — دامغِ اشرار دگرداز دامغاں انگیختہ

اس شعر کے مصرعہ اول میں تجنیس مطرف ہے دوم میں مذیل۔

۵۲ اگر یمانِ یم اندر صدفت ندید ستی — نگاہ کن قلم او دراں خجستہ یمیں

۶۔ تجنیس مضارع۔ دونوں لفظوں کے حروف شمار اور ہیئت میں یکساں ہوں۔ مگر ایک حرف دونوں میں ایک طرح کا نہ ہو۔ بلکہ قریب المخرج ہو۔ خواہ وہ حرف اول میں ہو یا بیچ میں یا آخر میں۔ جیسے سور۔ صور۔ مثلاً۔

۵۳ ہمانی از ترہات بستہ زباں — سخن از طرہات تو نہ بپد

۵۴ ساعیت ہر کہ نیست او ساہی است — داعیت ہر کہ نیست او داعی است

۵۵ راہ می زند مطرب راح می دہد ساقی

۵۶ باطنِ تو حقیقت دل تست — آنچہ جز باطن تو باطل تست

۷۔ تجنیس لاحق۔ دونوں لفظوں میں جو حرف ایک طرح کا نہ ہو وہ قریب المخرج نہ ہو۔ جیسے

در روے من زغمزہ کماں ہا کشیدہٗ — بر جانِ من ز طرہ کمینہا کشادہٗ

باں رنگیتی از گاہ آورد یاد — کہ کوہ از یارِ رشک آید بفرہاد

ز رنگینیش گل در غازہ جوئی — ز سیرا بیش گل در تازہ روئی

۵۱ قاہر غالب۔ قاہرہ مصر کا دارالخلافہ دامغ۔ دامغاں ایک شہر کا نام ہے۔
۵۲ یم دریا۔ یمیں داہنا ہاتھ۔ ۵۳ ترہات بیہودہ باتیں۔ طرہات طرہ کی جمع زلف گیسو۔ ۵۴ ساعی چغلخور۔ ساہی بھولنے والا۔ داعی۔ دعا دینے والا۔ داعی دعوی کرنے والا ۵۵ رہ زدن نوشنا۔ راح آرام دہ [illegible]

جنگ را درویش نباشد سنگ

۸۔ تجنیس خطی۔ دونوں لفظ صورت میں ایک ہوں۔ صرف نقطوں علامتوں میں اختلاف ہو۔ اسی کو صنعت تصحیف بھی کہتے ہیں۔ جیسے

خوباں کہ گرد لب خط مشکیں کشیدہ اند　خط بر حیات عاشق مسکیں کشیدہ اند

خلق او زیر این سرا پردہ　زخمہا خوردہ رحمہا کردہ

جسمہا چشمہا ز دیدارش　سمعہا شمعہا ز گفتارش

۹۔ تجنیس مزدوج۔ دو متجانس الفاظ میں سے ایک دوسرے کا جزو ہو۔ جیسے

افتاد مرا با دل مکار تو کار　اندر دلم افگند دو گلنار تو نار

در رکوع و سجود جود او کرد　در قیام و قعود عود او کرد

لالہ سرخی یافتہ تیسم از تو ہنگام بہار　آبی از من یافتہ زردی بماہ تیر تیر

۱۰۔ تجنیس قلب۔ دونوں کے حرف شمار اور نوع میں یکساں ہوں مگر ترتیب مختلف اور برعکس ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ قلب کل۔ قلب بعض۔

۱۔ قلب کل۔ جس میں کلموں کے حروف ترتیب وار الٹے واقع ہوں۔ جیسے

مرد حق را درم زرہ نبروس چو اینک لائق مقلوب اقبال است بر خویش

۲۔ قلب بعض۔ جس میں کلموں کے حروف بے ترتیب معکوس ہوں۔ جیسے

ع۔ شرک در شکر نعمت ایماں۔ ع۔ حامی دیں ماحی جور و فتن

فائدہ۔ قلب کی حسب ذیل دو صورتیں قلب مستوی کہلاتی ہیں۔

۱۔ لفظ کو اُلٹیں تو وہی لفظ رہے۔ جیسے درد۔ شاباش۔ قلق۔ نون۔

۲۔ عبارت اُلٹیں تو وہی عبارت حاصل ہو۔ جیسے مرادے دارم۔ برآید یارب۔

شکریہ ترازوئے وزارت برکش   شو ہمرہ بلبل بلب ہر مہوش

اُمید آشنایاں شادی ما   اُمید آباد شد آبادی ما

۱۱۔ **اشتقاق**۔ چند لفظ ایک ہی مصدر یا مادہ سے مشتق کسی جملہ مصرع یا شعر میں ہوں۔ جیسے ارسال۔ رسل۔ رسائل۔ بسط۔ بساط۔ انبساط

نگوئی کہ ز وصلش بہ شکیب   من شکیبم دل و جاں نشکیبد

ع۔ بامن قراں کنند و قرنیاں من نیند

۱۲۔ **تنسیق الصفات**۔ ایک موصوف کے چند صفات یکے بعد دیگرے بیان کریں۔ جیسے

خداوند بخشندہ و دستگیر   کریم خطا بخش و پوزش پذیر

جہاں دارو جہاں گیر و جہاں بخش   فلک بخت و فلک تخت و فلک رخش

۱۳۔ **سیاقۃ الاعداد**۔ اعداد بالترتیب یا بے ترتیب ذکر کریں جیسے

یک دو شش پدر سہ خوش چار اصل پنج شیہ   شش روز و ہفت اختر نہ قصر و ہفت منظر

۱۴۔ **تلمیع**۔ ایسی نظم جس کا ایک حصہ ایک زبان میں ہو اور دوسرا دوسری زبان میں۔ جیسا خواجہ حافظ۔ نظیری۔ سلماں۔ نظامی کے یہ اشعار

الا یا ایہا الساقی ادر کأساً و ناولہا   کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

اذا ما شئت ان تحیی حیوۃ حلوۃ المحیا   برسوائی بہ آور سر ز مستوری بروں نہ پا

گر گناہے کردہ ام الاعتذار الاعتذار   گر خطائے کردہ ام الاجتناب الاجتناب

ز مہجوری برآمد جان عالم   ترحم یا نبی اللہ ترحم

۱۵۔ **رد العجز علی الصدر**۔ عروضیوں کی اصطلاح میں شعر کے اجزا کے

یا تیخ تام ہیں۔
مصرع اول کے پہلے جزو کو صدر آخر کو عروض دوسرے مصرعے اول کو ابتدا اور آخر کو عجز یا ضرب اور باقی اجزا کو حشو کہتے ہیں۔

اب اس صنعت کے یہ معنی ہوے کہ مصرع دوم کے آخر میں وہی لفظ لانا جو مصرع اول کے شروع میں آیا ہے۔ جیسے

شیدا شدہ ام اکنوں بیں است علاجم بس　　زنجیر در زلف تو در پاے من شیدا

اس میں کبھی بعینہ وہی لفظ لاتے ہیں کبھی اُس کے جنس کا یا مشتق یا شبیہ مشتق۔

فائدہ۔ اس صنعت کی تین اور صورتیں ہیں۔

۱۔ عجز کا لفظ مصرع اول کے حشو میں واقع ہو۔ جیسے

یوسف ماست بہ بازار کنوں جلوہ فروش　　زاہد از گوشۂ خلوت دلِ خود را باز آر

۲۔ عجز کا لفظ مصرع اول کے عروض میں واقع ہو۔

در عاشقی دلیری اے دلبرِ شیریں　　من رنجہ چہ فرہادم تو طرفہ چو شیریں

۳۔ عجز کا لفظ مصرع اول کے ابتدا میں واقع ہو۔

نے در باغ سبزہ نہ در کوہ شیخ　　ملخ بوستاں خورد و مردم ملخ

۱۴۔ لزوم مالایلزم۔ ایسی بات کا لازم کر لینا جو ضروری نہ ہو جیسے کسی حرف یا لفظ کا حذف کر دینا۔ یا کسی لفظ کا بار بار لانا جیسے نظامی کے یہ اشعار ہیں۔

بپیچم بداں گونہ پہلو درید　　کہ شد در جگر پہلوم ناپدید
تو اے پہلواں کامدی سوے من　　نگہدار پہلو ز پہلوے من

یا کسی خاص کلمہ کا التزام کرنا۔ کہ کوئی شعر یا مصرعہ اُس سے خالی نہ ہو۔ جیسے کہ کاتبی کا قصیدہ ہے کہ جس کے ہر مصرع میں شتر اور حجرہ موجود ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے ؎

مرا غم است شتر بارہا بحجرۂ تن … شتر دلے شد کہ غم تیار و حجرۂ …

اسی طرح سے کسی خاص مصرع میں چیزوں کا عدد مخصوص کرے۔ جیسے خاقانی کی مثنوی ہے کہ ہر بیت کے دوسرے مصرع میں چار چیزیں ذکر کی ہیں ؎

صبح آمدہ بہر خدمت و پاس … ادریس و مسیح و خضر و الیاس

استہ کمر آں چو حلقۂ تنگ … سے مشتری و سام و زال و …

مستسقی جرعہ وقت تعجیل … جیحون و فرات و دجلہ و نیل

روزی طلب آمدہ دمادم … دد و ملک و پری و آدم

فائدہ۔ اس صنعت کے تحت میں بہت سی صنعتیں داخل ہیں۔ جیسے صنعت معاد۔ مہملہ۔ معجمہ۔ رقطا۔ خیفا۔ مقطع۔ موصل۔ مقطع و موصل۔ تحت النقاط۔ فوق النقاط۔ مانع الشفتین۔ واصل الشفتین۔ ذوالقافیتین۔ مرقّع۔ توشیح۔

۱۔ معاد۔ وہ صنعت ہے کہ جو لفظ ایک مصرع کے آخر میں آئے وہی دوسرے مصرع کے شروع میں آئے۔ جیسے

نابد برمن دلبر آسایش جانم … جانم طپاں کی کند انجام ندانم

دانم نرود پائے تمنا رہ مقصود … مقصود سے نیست جز ایں شور و فغانم

۲۔ مہملہ۔ (غیر منقوطہ) کلام میں ایسے الفاظ لانا جس میں نقطہ نہ ہو۔ جیسے

گل مردم گرد راہ دلدل را ہموارہ

لوحہ کام دل مرا آمد … روح را ساحل مدعا آمد

۳۔ معجمہ (منقوطہ) کلام میں ایسے الفاظ لانا جس میں نقطہ ہو۔ جیسے
بجنت شب خیز بی بینی زیب جنت

۴۔ رقطا۔ کلام میں ایسے لفظ لانا کہ ایک حرف نقطہ دار ہو اور ایک بے نقطہ
زلف سیہ تو جان من درد دیدگی — است درد شب [illegible] بی زندگی

۵۔ خیفا۔ کلام میں اس کا التزام کرنا کہ علی الترتیب ایک پورا لفظ نقطہ دار ہو اور ایک پورا لفظ بے نقطہ ہو۔ جیسے
علم بخشش دہد بہ ایں گل را — روح بخشش دہد ہمیں گل را

۶۔ منقطع الحروف۔ (یا مقطع) ایسی عبارت یا نظم جس میں سب حروف الگ الگ لکھے جائیں جیسے۔ ع۔ درد دل را دوا ہے آوردم۔
رخ زرد دارم ز دوری آں در — زدہ داغ دردم درون دل آذر

۷۔ متصل الحروف (یا موصل) ایسی عبارت یا نظم جس میں سب حروف ملے ہوئے لکھے جائیں۔ جیسے
چو من کاست گوئی شب فرقت تو — ہر تو کہ باشد بدیں گونہ لاغر
شبِ بے مثل شکلِ نقشِ چینی — مثیل حسن شمع ہم جبینی
ع۔ کہ ہست محسن قلب علیل عکس حبیب۔

۸۔ منقطع و موصل۔ وہ کلام جس میں ادیب کی دونوں صنعتیں علی الترتیب پائی جائیں جیسے [illegible] پہلا منقطع ہے دوم موصل بدو حرف سوم موصل بسہ حرف چہارم متصل۔ چہار حرف پنجم متصل بہ پنج حرف
غزل۔ رخ زرد دارم کہ دوری آں در — زدہ داغ و دردم درون دل آذر
چو من گاشت گوئی شب فرقت تو — ہر تو کہ باشد بدیں گونہ لاغر
خفت خضر و بجہد سرت ننگ نیست — تنت سیم و لعل لبت تنگ شکر

بجلت منعم مقیم سرمست بستہ مخلد نصیب مختصر
م ایسا سیمی نکفتن فہمی بالفصاحت ومیکی ہ گیسو معتبر
۔ مخلص الانقاط۔ ایسا کلام لانا کہ جسقدر نقطہ دار حروف ہوں ان کے
طے ہوں۔ جیسے

دہر و کہہ گر دیدم بسر سو چون ایستادہ کم دیدم پہچانند

۔ موق الانقاط۔ ایسا کلام لانا کہ جسقدر نقطہ دار حروف ہوں ان کے الگ
دل۔ جیسے

دشنہ غمزہ زاند در دل ز نمش تر خون فشاند بر دل

نیع الشفتین۔ جس کلام کے پڑھنے میں دونوں لب نہ ملیں۔ جیسے

رہے گر ترا گذار سفیدہ سر راہ تو سر نثار شدہ

۔ واصل الشفتین۔ جس کلام کے پڑھنے میں دونوں لب مل جائیں مثلہ

من رسیدم فریب مدہ بہ لب من لب پیالہ بہ نہ

۔ ذوالقافیتین۔ یہ ہے کہ ایک شعر میں دو قافیہ لائیں۔ جیسے

ا و فرماں کشیدنی باشد عشق و ایماں چشیدنی باشد

مربع۔ چار مصرعہ نظم کیئے جائیں کہ اگر اُس کے چار ٹکڑے کریں تو
یہ پڑھا جاوے۔ جیسے یہ رباعی۔

رباعی

بروسہ آں	شیشہ	مشعل	طور
ساطع	تو فروغ	چشم	پرنور
مشعل	چشم	از تو چشم بد	دور
نور	پرنور	دور	از نور

۱۵۔ توشیح۔ چند اشعار اس طرح لکھے جائیں کہ ہر مصرع کے حرف اول یا آخر یا متوسط کو اگر جمع کریں تو کوئی نام یا عبارت حاصل ہو۔

مراد خاطر ارباب دوران ہدایت بخش دین مہدی علی خاں
دبیر دفتر دانش چو دولت ید بخشش برنگ ابر رحمت
عنایت از وجودش در تلاطم لباس مردمی در بر چو مردم
دل پہلو شگاف دشمن دین خدیو دہر با صد عز و تمکین
امیر روزگار خویش بیتوار نصیر دین حق خورشید معنی

تنبیہ۔ لزوم ما لا یلزم کے متعلق جتنی صنعتیں ہیں ان سب کو شعرا صرف تفنن طبع کے لئے کلام میں لاتے ہیں۔ لیکن صاحب ذوق سلیم ان سب صنعتوں کو بازیچۂ اطفال سمجھتا ہے۔ کلام کی معنوی خوبی اصل چیز ہے اس لئے اس جانب کبھی اپنی توجہ مبذول نہیں کرتا۔